کتابخانهٔ مجلس شورای اسلامی
کتاب: کنز الفرائد
مؤلف: حسن محمد شاه شرف الصفاری
مترجم: —
موضوع: —
۴۲۸/۲
شماره ثبت کتاب: ۲۹۳۹۷

کتابخانهٔ مجلس شورای اسلامی
۳
۴۲۸

۲۰۰

کتابخانهٔ مجلس شورای اسلامی

کتاب: کنز الفوائد

مؤلف: حسن بن محمد شاه شهاب انصاری


مترجم: —

موضوع: —

۴۲۸/۲

شماره ثبت کتاب ۲۹۳۹۷

کتابخانهٔ مجلس شورای اسلامی ۳ ۴۲۸



۲۰۰

کنز الفوائد

مصنّفۂ

حسین محمّد شاہ شہاب انصاری

مرتّبۂ

سیّد یوشع بی - اے (علیگ)

سینیر لکچرر و صدر شعبۂ عربی و فارسی و اردو

مدراس یونیورسٹی



سنۂ ۱۹۵۶ عیسوی

فهرست فصول و اقسام کنز الفوائد

صفحه


کتابخانہ مجلس شورای ملی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

حسن اتفاق سے ساڑھے چھے سو برس پہلے کے ایک عالم و شاعر کی ایک مختصر مگر مفید و کارآمد تصنیف کنزالفوائد کا ایک قلمی نسخہ مدراس کے سرکاری کتب خانۂ مخطوطات مشرقی میں موجود ہے - نسخے کی ہیئت مجموعی سے معلوم ہوتا ہے کہ تخمیناً سوا سو ، ڈیڑھ سو سال پہلے کا ہوگا - کاتب کی فرو گذاشتیں اور تصرفات نسخے میں بیسیوں جگہ نمایاں ہیں - اس کے مصنّف حسین محمدشاہ ابن مبارک شاہ انصاری ، جیسا کہ خود انھوں نے اپنے دیباچے میں ذکر کیا ہے ، عہد سلطان علاءالدین خلجی (شوال سنہ ۶۹۴ تا ۱۱ شوال سنہ ۷۱۵ ہجری مطابق آگسٹ سنہ ۱۲۹۵ع تا ۹ جنوری سنہ ۱۳۱۶ع) کے مصنف و شاعر ہیں ، ان کا لقب شہاب تھا اور تخلص انصاری کرتے تھے - اس سے ظاہر ہے کہ وہ امیر خسرو دھلوی کے ہمعصر ہیں -

افسوس ہے کہ ایسے پرانے زمانے کے عالم و شاعر کے نہ تو حالات ہی کسی تذکرے میں ملتے ہیں اور نہ کنزالفوائد ہی کے کسی دوسرے نسخے کا کہیں پتہ چلتا ہے - اس باب میں میں نے بہتیری جست و جوئی ، علما و شعرا کے بیسیوں تذکروں میں اور دنیا کے مختلف کتب خانون کی فہرستوں میں ڈھونڈا لیکن افسوس ہے کہ ان کے حالات و تصانیف کا ذکر تو ایک طرف نہ کہیں ان کے نام ہی کا نشان ملا اور نہ کنزالفوائد ہی کے کسی دوسرے نسخے کا پتہ لگ سکا - بظاہر

شاید اس ساڑھے چھے سو برس پہلے کے مصنف اور امیر خسرو دھلوی
کے ہمعصر کی ایک یہی قلمی یادگار ، مذکورۂ بالا نسخے کی صورت
میں ، دستبرد زمانہ سے بچ سکی ھے ۔

یہ نسخۂ زیر اشاعت اسی مذکورۂ صدر ایک نسخے سے تیار کرکے
شائع کیا جارہا ھے تاکہ ہندوستان کے ایک پرانے مصنف کی ایک رہی
سہی قلمی یادگار نہ صرف تلف ہونے سے بچ جائے بلکہ موجودہ و
آیندہ نسلیں اس کارآمد و مفید تصنیف سے استفادہ بھی کرسکیں ۔

کنزالفوائد کے مطالعے سے یہ امر صاف ظاھر ھوتا ھے کہ حسین
محمد شاہ ابن مبارک شاہ انصاری الملقب بہ شہاب کو علم معانی و
بیان اور علم عروض سے نہ صرف طبعی دلچسپی تھی اور وہ شعر
کی باریکیوں ، اس کے لطائف و محاسن اور اس کے نقائص و معائب
سے بھی بخوبی واقف تھے بلکہ اس فن میں کمال رکھتے تھے ۔ اس
ضمن میں وہ برسبیل تذکرہ اپنے دیباچہ میں یوں فرماتے ھیں :—

" چوں در شعور شعر شروع کردم و شعائر آں را در تصرف
آوردم بس کہ در دقت اشعار خوضے داشتم سر موئے از دقائق آں
فرو نگذاشتم ۔ چنانکہ از قواعد و لوازم اشعار حظّے وافر و نصیبے
کامل حاصل شد ، سودای تصنیف در سر افتاد و تمنائے تالیف روے بہ
من نہاد ۔ "

گو انصاری نے ذکر نہیں کیا ھے پھر بھی قرائن سے یہ ظاھر
ھوتا ھے کہ ان کی زندگی کا ایک شغل طالب علموں کو پڑھانا بھی
رہا ھوگا اور ما سوا اور علوم کے خصوصاً علم معانی و بیان اور علم
عروض ضرور پڑھایا کرتے ھوں گے ۔ یہ بھی بعید از قیاس نہیں کہ

دوران درس و تدریس میں طلبا کی سہولت کی خاطر اپنے روزمرہ
کے درسوں کو قلمبند کرکے ایک کتاب کی صورت میں ترتیب دیا ھو
اور اسی بنا پر کنزالفوائد معرض وجود میں آئی ھو ۔

مصنف نے کنزالفوائد کو پانچ فصلوں میں اور ھر فصل کو دو
قسموں میں تقسیم کیا ھے ۔ پہلی فصل کی دو قسموں میں " فضیلت
شعر " اور " فضیلت شعرا " پر اظہار خیال کیا ھے ۔ دوسری فصل
کی دو قسموں میں " حقیقت شعر " اور " حقیقت شاعر " پر بحث
کرتے ھوے واضح کیا ھے کہ فی الحقیقت کیسے کلام کو " شعر " اور
کیسے صاحب کلام کو شاعر کہا جاسکتا ھے ۔ تیسری فصل میں " قافیہ "
اور " ردیف " کے اقسام پر روشنی ڈالی ھے ۔ چوتھی فصل میں
معائب و محاسن شعر کو واضح کیا ھے اور محاسن شعر کی مختلف
قسمیں بیان کرتے ھوے جابجا خود اپنے کلام سے ھر ایک کی مثال پیش
کی ھے ۔ پانچویں فصل میں " اسامی اشعار " اور " عروض " کے
قواعد وغیرہ کو بیان کیا ھے ۔

مولّف کنزالفوائد حسین محمد شاہ انصاری نے نہایت اختصار
کے ساتھ علم معانی و بیان اور علم عروض سے متعلق تمام ضروری
چیزیں اس مختصر سی تالیف میں جمع کردی ھیں ۔ باوجود اس اختصار
کے شاید ھی کوئی ایسی صنعت ھوگی جو مولف سے چھوٹ گئی
ھو ۔ اور علم عروض میں بھی شاید ھی کوئی ایسا وزن ھوگا جو
فارسی شاعری میں آتا ھو اور مولّف نے اس کا اندراج نہ کیا ھو ۔
خود مولّف نے سبب تالیف بیان کرتے ھوے یوں لکھا ھے :—

" خاطر برآں آسود کہ دریں علم مختصرے بسازم و رسالۂ
پردازم ۔ دیدم کہ اھل فضل دریں فن کتابہاے معتمد ساختہ اند و

چیزهای معتبر پرداخته - و لیکن هر کسے گوهرے سفتہ است و در یک فن سخن گفتہ - اگر یکے بیان صنائع کردہ است ، سخن معائب درمیان نیاوردہ است - و اگر کسے شرح قافیہ صواب دیدہ است ، سخن عروض دسنجیدہ است ، و درمضمار دانش هیچ فارسے ذکر قافیہ با ردیف در یک محل نکردہ است و فضیلت شعر و حقیقت آں در بیان نیاوردہ اما چوں من استظہار و استحضار آں دارم کہ ایں جواهر را بہ یک سلک در آرم ، انتظام قواعد و اجتماع لوازم اشعار صواب دیدم و ایں درر و لآلی را بہ یک رشتہ در کشیدم " -

غرض کنزالفوائد اپنی نوعیت اور موضوعات کے لحاظ سے گو بہت مختصر لیکن نہایت مفید کتاب ہے جس میں قواعد فن شعر سے متعلق تقریباً تمام نکتے ایک جگہ جمع کردئے گئے ہیں - جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں انصاری نے اس کتاب کو طالب علموں کے لئے اور ان ہی کے معیار کو ملحوظ رکھتے ہوے تالیف کیا ہے - کنزالفوائد کی ہر ایک فصل ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے : " بداں " ارشدک اللہ تعالیٰ " - اس بنا پر قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ان کا مخاطب شاید ان کا ہر ایک شاگرد ہے اور مولّف نے اپنی طرز بیان اور مثالوں سے اس کی کوشش کی ہے کہ فضیلت شعر و شعرا ، حقیقت شعر و شعرا ، قافیہ و ردیف ، معائب و محاسن شعر اور علم عروض کے تمام نکات و قواعد بہ آسانی اس کی سمجھ میں آجائیں اور بحور و اوزان کی بعض گتھیاں اپنے خاص طریقۂ تقسیم اور دائروں ، تشریح اور مثالوں سے سلجھائی ہیں تاکہ یہ چیزیں بغیر کسی دقت کے اس کے ذہن نشین ہوجائیں -

کنزالفوائد میں انصاری نے مثال کے طور پر جو جابجا خود اپنے اشعار درج کئے ہیں اس سے یہ توقع کی جاسکتی تھی کہ عہد سلطان علاءالدین خلجی کے ایک عالم و شاعر کی نہ صرف ایک نثری تصنیف بلکہ اشعار کی بھی ایک خاصی تعداد سے شائقین ادب فارسی روشناس و بہرہ اندوز ہو سکیں گے مگر افسوس ہے کہ کاتب نے بہت سی جگہ مثالیں درج نہیں کی ہیں اور اس طرح مصنّف کے بہت سے شعر حذف ہوگئے ہیں - پھر بھی باوجود ان محذوفات کے کنزالفوائد میں ان کے کم وبیش پونے دو سو شعر چاروں طرف بکھرے ہوے ملتے ہیں - کاتب کی طرف سے یہ محذوفات نہوتے تو انصاری کے اشعار کی تعداد ڈھائی سو تک پہنچ جاتی - ایسے موقعوں پر جہاں کاتب نے مثال درج نہیں کی ہے وہاں میں نے دوسرے لوگوں کے اشعار سے مثالیں فراہم کردی ہیں تاکہ اس کارآمد تصنیف کی افادت میں کوئی نقص واقع نہو -

یہ نامناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے ایسے پرانے شاعر اور امیر خسرو دہلوی کے ہمعصر کے اس قدر ابیات میسر آنے کے بعد ان کو یوں ہی بے تبصرہ چھوڑ دیا جاے - انصاری کے یہ پونے دوسو شعر جو کبھی صنائع لفظی و معنوی اور کبھی مختلف اوزان بحور کے واضح کرنے کی خاطر اس تالیف میں درج کئے گئے ہیں گو کلام انصاری پر پوری روشنی ڈالنے کے لئے کافی نہیں ہیں تاهم اب جو کچھ بھی ان کے کلام سے میسر آسکا ہے اس سے حتّی المقدور فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جائیگی :

انصاری کے اشعار جو کنزالفوائد میں چاروں طرف بکھرے ہوے پائے جاتے ہیں ان کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید ان کا کلام نہ صرف قصائد و غزلیات و رباعیات بلکہ مثنویات

وغیرہ پر بھی مشتمل رہا ہوگا - ان اصناف شعر میں سے ہر ایک کے نمونے ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں :

خیال ہوتا ہے کہ انصاری نے کم سے کم اپنے سات آٹھ قصیدوں سے شعر اخذ کرکے اس تالیف میں مثالاً پیش کئے ہیں - چنانچہ ذیل کے دو شعر ظاہرا ان کے کسی ایک قصیدے کے معلوم ہوتے ہیں جو کسی پادشاہ یا حاکم کی مدح میں انھوں نے لکھے تھے :

به گاه بزم و اندر رزم داری همّت و هیبت
کزین دل‌ها کنی خرّم وزاں جاں‌ها کنی ابتر
چه همّت همّت بخشش چه بخشش بخشش جاں ها
چه هیبت هیبت حمله چه حمله حملهٔ صفدر

ذیل کا شعر بھی ایک اور مدحیہ قصیدے سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے :

اگر بگویم خرشید را که بندهٔ تست — ز بندگیِ تو او را بسے شرف باشد

علیٰ ہٰذا القیاس ذیل کے پانچ شعر بھی کسی جداگانہ مدحیہ قصیدے سے تعلق رکھتے ہیں :

(۱) آزرده نیست هیچ کس از دولتت جز آنک
پا از طریق شرع محمّد بروں نهاد

(۲) تا طویل و بسیط بحر بود
عمر و ملکش طویل باد و بسیط

(۳) نامردم و سیاه دل و سفله ایست آں
با چوں تو خوب خلقے که کیں آوری کند

(۴) گر ترا باید که ماند نام نیکت جاوداں
این سعادت را بجز در شعر نتواں یافتن

(۵) مرا زمانهٔ جافی جفا نموده بسے
بزرگوارا انصاف من ازو بستاں

حسن اتفاق سے انصاری کی تین رباعیاں بھی اسی تالیف میں مثالوں کے تحت میں آگئی ہیں اور خاصی اچھی ہیں - ان میں سے ایک رباعی صنعت معمّٰی میں لکھی گئی ہے - معمّٰی کے لغوی معنی ہیں " اندھا کیا ہوا ، اندھا بنایا ہوا " لیکن صنعت شعر میں معمّٰی ایسے ایک شعر یا اشعار کو کہتے ہیں جن میں کسی کا نام اس طرح لایا جائے کہ بادی النّظر میں تو پوشیدہ ہو لیکن بعض اشارات و کنایات سے اس کا پتہ لگایا جا سکے ، مثلاً جس طرح انصاری نے کہا ہے :

رباعی

دل را به غم زلف چو شامے بدهم — عقل و خرد و هوش تمامے بدهم
صد جاں اگرم دهید اندر غم او — تا بر سر جاں نهم به نامے بدهم

شاعر نے رباعی کے تیسرے اور چوتھے مصرعے میں کہا ہے کہ اگر مجھے سو جانیں دی جائیں گی تو بھی میں " جاں " کے سر پر یعنی " ج " پر " تا " کو رکھوں گا اور اس ایک نام پر وہ سب جانیں دے ڈالوں گا - " تا " کو " ج " پر رکھنے سے " تاج " بنتا ہے اور شاعر کا مقصود یہی نام ہے -

انصاری کی دو اور رباعیاں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں جو " مستزاد " کی مثال کے تحت میں آئی ہیں . پہلی رباعی میں دو مصرعوں کے بعد مستزاد یعنی کلمۂ زائد از وزن لگایا ہے اور دوسری رباعی میں ہر مصرعے کے بعد :

(۱) ایّام بهار و من جدا از بر یار
چوں بلبل دل شیفته می‌نالم زار — پیهم شب و روز
افسوس که در حسرت آں لاله عذار
با شور فراق می‌رود فصل بهار — در گریه و سوز

(۲) تا من بزیم با تو وفا خواهم کرد   پے هیچ جفا
غم هاے ترا به سینه جا خواهم کرد   از راه وفا
جز وصل تو آرزو نخواهم کردن   اے راحت جاں
مهر همه دلبراں رها خواهم کرد   از بهر ترا

اس تالیف میں بعض اشعار ایسے بھی آئے هیں جن کے متعلق قیاساً کہا جاسکتا ہے کہ انصاری نے شاید ان کو اپني بعض مثنویوں سے لیکر مثالاً پیش کیا ہے - چنانچه ذیل میں تین شعر درج کئے جاتے هیں جو انصاری کی کسي ایک مثنوی کے معلوم هوتے هیں -

(۱) خرابي پذیرد بناے دیار   سخن تا قیامت بود پایدار
(۲) گر از موم سازد گلے اوستاد   درو بوے گل چوں تواند نهاد
(۳) بیا ساقي آں جام گلگلوں بیار   که گل باز دادست در مرغزار

اسي طرح ذیل کے دو شعر بھی انصاری کی کسي اور مثنوی کے معلوم هوتے هیں -

(۱) چوں هنر از عیب فراواں شود   مرغ زبردست سلیماں شود
(۲) هرکه بود مست مے عشق یار   تا به قیامت نشود هوشیار

علٰی هذا القیاس ذیل کے دو شعر بھی ان کی ایک عشقیه مثنوی کے معلوم هوتے هیں :—

مرا شوریده خاطر چند داری   چرا بر جان من رحمے نیاری
بیا بنگر که من میرم به زاری   بلا کردم که کردم با تو یاری

اس تالیف میں ایسے اشعار کي اکثریت ہے جن کے متعلق قیاساً کہا جاسکتا ہے کہ انصاری نے ان کو شاید اپنی غزلوں سے لیکر مثالاً پیش کیا ہے - حسن اتفاق سے ایک جگه انصاری نے اپنی ایک پوری غزل بطور مثال درج کي ہے جو حسب ذیل ہے :

غزل

اے گل باغ لطافت که ز گل تازه تری   فتنهٔ اهل دلي ' آفت صاحب نظری
من که باشم که ترا دل بدهم یاندهم   تو چناني که دل از دست ملائک ببری
روے زیباے ترا دیدم و دیوانه شدم   اے پریروے ندانم ملکي یا بشری
روےخوباں زپےبردن دل گرچه بلاست   کس بدیں شکل نباشد تو بلایے دگری
من به دیدار تو حیراں وزخود بیخبرم   تو خود آشفتهٔ خویشي و زمن بیخبری
یک زمانے ز دل شیفته ام دور نهٔ   بس که در خاطر من هر نفسے می گذری
شور در شهر فگندی که سراسر نمکی   عیش من تلخ چه داری که لبالب شکری

گر ببیني به غم عشق خرد انصاری را
چوں سر زلف خود آشفته و درهم نگری

ذیل میں ایسے اشعار پیش کئے جاتے هیں جن سے انصاری کي غزلگوئي کا مزید اندازه هوسکے :-

ممکن ہے که انصاری اپنے زمانے کے کافي مشهور شاعر رہے هوں- اپنے کسي دوست سے مخاطب هوکر اس باب میں وه یوں فرماتے هیں :

هي ترا نرسیدست شعر انصاری   وگرنه گفتهٔ او در جهاں کجاست که نیست

اس خیال کو که عشق میں کوئی عمداً و قصداً مبتلا نہیں هوتا بلکه از خود بےاراده گرفتار هوجاتا ہے کس خوبي و اختصار کے ساته بیان کیا ہے :

می ندانستم که افتم در غمت   خود نداند تا نیفتد آدمی

معشوق کی بیدردی اور زمانے کي بیدادی کو کن مختصر الفاظ میں اور کس سلاست سے بیان کیا ہے :

قسم تو آمد مگر انصاریا   جور بتان و ستم روزگار

ذیل کے مطلع میں لفظ "سائل" نے دو معنیں [(۱) مانگنے والا۔ (۲) بہنے والا ' رواں] ہوکر کس قدر لطافت پیدا کردی ہے :

به آب دیده وصالش نمی شود حاصل
چه سود ازاں که بود دیده روز و شب سائل

ذیل کے شعر میں بھی لفظ "بر" کے دو معنی (ثمرہ و میوہ۔ آغوش و کنار) حسن شعر کو دو بالا کررہے ہیں :

نخل بالاے تو کردیم نہاں اندر دل　　گر بود بخت مساعد به بر آید روزے

اسی طرح لفظ "راست" بھی دو معنوں (سیدھا۔ سچا) کا حامل ہوکر ذیل کے شعر میں دھرا مزہ پیدا کررہا ہے :

سرو گر گوید چو قدّت راستم　　مشنو ازوے ایں سخن چوں نیست راست

معشوق کے حسن دلکش کي تعریف کرتے ہوے لفظ "جاے" کی تکرار سے ذیل کے شعر کو کس قدر پر لطف بنادیا ہے :-

اے همه شکل دلاویز ترا داده خداے
جاے آں است که در دیدۂ ما گیری جاے

گریۂ عاشقانہ میں کیا ہی نازک نکتہ پیدا کیا ہے ! ذیل کا شعر ملاحظہ ہو :

نمی نمائي رخ تو به چشم گریانم
هوا چو ابر کشد آفتاب ننماید

اپنے آپ میں اور معشوق میں مماثلت کس خوش اسلوبي کے ساتھ پیدا کی ہے ! ذیل میں دو شعر بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں :

(۱) من وتو هردو دوست ومست استیم　　تو ز جام مے و من از چشمت
(۲) تن من چوں میان تو تارے است　　دیده چوں لعل تو گهر بارے است

کیا ہی خوش سلیقگي ' شوخي و معنی آفریني کے ساتھ ذیل کے شعر میں ایک سے چھے تک اعداد گن دئے ہیں -

یک روز از دو لعل نگارم سه بوسه داد
وز بهر چاره‌یس به شش و پنج در فگند

" نیک و بد " کو ذیل کے شعر میں کس عمدگي سے نباها ہے !

مهر من و جفایت افسانۂ جهاں شد
خود نیک و بد به عالم هرگز نهاں نماند

انصاری نے ذیل کے اخلاقی شعر میں کیا ہی عمدہ بات بیان کي ہے کہ جس کي عقل ماری گئي ہے وهی برے افعال کا مرتکب ہوتا ہے اور اپنے کئے کا نتیجہ بھگتتا ہے ورنہ طریقۂ زندگي نیک کرداری کے سوا اور کچھ نہیں :

کردار نیکو خوش بود باشد بدی را بد خرد
در مرغزار ایں جهاں چیزے که کاری بدروی

معشوق کے حسن و جمال ' عشوہ و ادا ' کرشمہ و ناز و غیرہ کے بعض پہلووں پر انصاری نے یوں روشني ڈالی ہے :

(۱) چه نگاری تو ندانم که چنیں روح فزائی
نتواں کرد تصور که تو در وصف درآئی

(۲) لب و دهان و رخت را چه مانند اے دلبر
یکے عقیق و دوم غنچه و سوم گلزار

عقیق وغنچه و گلزار را به عهد تو نیست
یکے بها و دوم قیمت و سوم مقدار

(۳) بمانده ام به تحیّر چو نقش گیرادہ
ندانم آں گل نازک گلے است یا اندام

(۴) به زلف وروے و اندام و لب شیریں تو مانند
شب تیره ' مه روشن ' گل تازه ' مے احمر

(۵) ترا که زلف سیاه است و مشکبو ' بدهد
نسیم را نفس جاں فزا و شب را رنگ

(٦) دلم از دست می‌شود چون تو
جام مے را به دست می‌گیری

(۷) دل ز من بستد به شوخی دلبرے
دلبرے ، شیریں لبے ، جاں پرورے

(۸) عارض گلگون تو خے چو کند گوئیا
قطرۂ سیمین چکد از ذقن یاسمیں

(۹) سر آں دو چشم گردم که گه کرشمه کردن
بکشد هزار بیدل ببرد هزار جاں را

(۱۰) آں نگار روح‌فزایم که مست می رودا
در هواے او دلم ز دست می رودا

(۱۱) در تماشاے چمن کردن تو وقت سحر
گل چو رویت بود و روے تو چوں گل باشد

(۱۲) برمشکن ایں چنیں که ز سوداے زلف تو
انصاری شکسته پریشان شدن گرفت

انصاری اپنے حال عشق کی مختلف صورتوں اور پہلوؤں پر اس طرح روشنی ڈالتے ہیں :

(۱) اگر مجال بود دوستاں بگوییدش
همیں قدر که گرفتار تست انصاری

(۲) من نکو دانم چو انصاری طریق
ورکسے در عاشقی پندم دهد ناداں بود

(۳) غوغا مکن انصاری گر شیفتۂ یاری
آں به که نگهداری اسرار ز بیگانه

(۴) نگارا ز جور فراقت بجانم
چه تدبیر سازم به عشقت ندانم

(۵) بردیؔ و نبردی اے پری رو
صبر از دل و اندہ از روانم

(٦) بارگه سراے من بے تو فروغ کے دهد
شمع توئی به مجلسم ماه توئی به منزلم

(۷) زهر به یاد تو شکر می‌شود
شام به روے تو سحر می‌شود

(۸) آں بت بےمهر باز عهد محبّت شکست
صبر در آمد ز پاے عقل بروں شد ز دست

(۹) کنوں که رونق بستاں بهار پیدا کرد
مرا هواے رخ آں نگار شیدا کرد

(۱۰) روز و شب چشم به ره دارم و پرساں باشم
مگر از سوے تو بر من خبر آید روزے

(۱۱) انصاری از هوایت شد غرق خوں دیده
اے کاشکے نکردے دل با تو آشنائی

ذیل کے دو شعر بھی انصاری کی صنعت‌کاری و قادر الکلامی کے اچھے نمونے ہیں :

(۱) اے یار توئی که دل ربودی از من
عیّار توئی که دل ربودی از من

(۲) یارا غم هجران تو آورد بجاں
ما را غم هجران تو آورد بجاں

قصیدہ ، رباعی و غزل کے علاوہ انصاری کے مسمط کے چند نمونے حسن اتّفاق سے کنز الفوائد میں موجود ہیں ۔ تسمیط موتی پرونے کو کہتے ہیں اور مسمط جو اسی سے مشتق ہے موتیوں کی لڑی کو ۔ شاعری میں مسمط چند مصرعوں کی لڑی کو کہتے جن میں قافیے کی بھی رعایت رکھی جاتی ہے ۔ مربّع ، مخمّس ، مسدّس ، مثمّن ، معشّر اسی مسمط کی شاخیں ہیں جن میں مصرعوں کی تعداد مقرّر ہوتی ہے لیکن مسمط میں مصرعوں کی تعداد کا کوئی خاص تعیّن نہیں ہوتا ۔

انصاری نے موتی کی لڑیاں اس طرح پروئی ہیں :

(۱) اے جان من ، جانان من
روے خوشت بستان من

رحمے بکن بر جان من
بر من شبے مہماں بیا

دارم امید اے نازنیں
تا با تو باشم همنشیں

مہرے بکن ، بگذار کیں
بر من شبے مہماں بیا

(۲) یارے است ما را دلربا
دارد جمال جاں فزا

رویش به از ترک سما
زلفش به از مشک خطا

سرو رواں ، غنچه دهاں
سوسن زباں ، لاله رخاں

آرام جاں ، روح رواں
حورے چناں ، ماه سما

(۳) دلم بربود ناگه دلربایے
یکے بد خوے ، شوخے ، بیوفایے

به خنده دلفریبے ، جاں فزایے
به غمزه ناوک اندازے ، بلایے

به عشقش می زنم من دست وپایے
مگر روزے در آید در کنارم

(۴) آمد نواے جاں فزا
صحن چمن شد دل کشا

وز بوے گل باد صبا
بنشست هر سو عطرسا

بلبل ز باغ دلربا
(از شوق شد نغمه سرا)

واں عندلیب خوش نوا
بر روے گل شد مبتلا

اے ساقي گل رخ بیا
خوش کن زمانے وقت ما

در ده مے گلگوں که تا
نوشم به روے یار خود

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حمد مر صانعی را که صنعت او جیاد ضمائر ارباب معانی را به توشیح وشاح انواع دقائق بیاراسته، و شکر مر قادرے را که قدرت او قلادهٔ رقاب خواطر اصحاب مبانی را به ترصیع جواهر اصناف حقائق پیراسته، حکیمے که عرش مربع اثر حکمت اوست و قدیمے که چرخ مدوّر دلیل بر قدرت او، بحر عمیق از الوان عجائب و غرائب به فضل وافر ملوّن کردهٔ فطرت اوست، و صحن بسیط از اجناس لطائف و ظرائف به کرم کامل مجنّس کردهٔ صنعت او، شعر

ففی کل شئ له آیة
تدلّ علٰی انّه واحد

و تشریف شرف شعر شعار و دثار شعرا گردانیده، شعر :

فحمدًا لَهٗ ثُمَّ حمدًا لَهٗ
علٰی ما کسانا رداء الکریم

رحیمے که در فضیلت بر سالکان مسالک فضل بگشاده و اهل توحید را به ادائے شکر این نعمت راه داده، شعر :

فشکرًا لهٗ ثُمَّ شُکرًا لهٗ
علٰی ما هدانا بشکر النّعم

و قریض دُرودے که شعرٰی بیتے از آن نماید، و قصیدهٔ تحیّتے که نظم پروین نثر آن شاید، مقفّٰی به اخلاص و مردّف به اختصاص بر سیّد کائنات و زبدهٔ موجودات که در فصاحت افصحِ فصحا بود که "اَنا اَفصحُ العربِ و العجم" و در بلاغت ابلغ بلغا می‌نمود "اَدّبنی ربّی فاَحسَنَ تادیبی" رسولے که غرّهٔ او مطلع ماه رحمت شد، آیه : و ما ارسلٰنک الاّ رحمةً لِلّعٰلمین، و نبیّے که رسالت او مختَتَم باب نبوت آمد، آیه :

و لٰکن رسول اللهِ و خاتَمَ النّبیین (صلّی الله علیه و سلّم) ـ

و بیتے از آن قصیدهٔ که عروض آن از قصور قبض و ضرب آن از کسور حذف سالم باشد بر صحابهٔ مختار از مهاجر و انصار که مُنشِد شعر شریعت و مشیّدِ بیت طریقت بوده اند ـ

و محامد مدید و مدائح طویل به درگاه مملکت و بارگاه سلطنت سلطان السّلاطین ظل الله فی العالمین ، مالک مداین المشارق و المغارب ، علاء الدّنیا و الدّین ابوالمظفر محمّد شاه السّلطان سکندر الثانی ـ ایزد تعالی آن درگاه جهان پناه را از زحاف ارکان و اعتدال دوران در امان داراد و دولت مترادف و ظفر متواتر ماداد ، شعر :

تا طویل و بسیط بحر بود
عمر و ملکش طویل باد و بسیط

بعد حمد و صلوٰة و ادعیه واجبات ، ناظم درر ایں نظام و کاشف غرر ایں کلام ، حسین محمّد شاه مبارک شه انصاری الملقّب بالشّهاب می گوید که چوں در شعور شعر شروع کردم و شعائر آن را در تصرّف آوردم بس که در دقّت اشعار خوضے داشتم سر موے از دقائق آن فرو نگذاشتم ـ چنانکه از قواعد و لوازم اشعار حظّے وافر و نصیبے کامل حاصل شد ، سودائے تصنیف در سر افتاد و تمنّائے تالیف روے به من نهاد ـ خواستم تا ازین معرض اعراض نمایم و در محلِ "مَن صَنَّفَ فَقَدِ اسْتَهْدَفَ" درنیایم ـ اما ذکائے طبیعت و صفائے رویت بانگ بر زد که

لقد نطقت افارعُ هٰذَا الرّای بطلا
و غادرت اجیاد الخواطر عطلا

برین قضیه شوق تصنیف غالب شد و عشق تالیف جاذب گشت و خاطر بر آن آسود که درین علم مختصرے بسازم و رسالهٔ پردازم ـ دیدم که اهل فضل در ین فن کتابهائے معتمد ساخته اند و چیزهائے معتبر پرداخته ـ

و لیکن هر کسے گوهرے سفته است و در یک فن سخن گفته ـ اگر یکے بیان صنائع کرده است ، سخن معائب درمیان نیاورده است ـ و اگر کسے شرح قافیه صواب دیده است ، سخن عروض نسنجیده است ، و در مضمار دانش هیچ فارسے ذکر قافیه با ردیف در یک محلّ نکرده است و فضیلت شعر و حقیقت آن در بیان نیاورده ـ اما چوں من استظهار و استحضار آں دارم که این جواهر را به یک سلک درآرم ، انتظام قواعد و اجتماع لوازم اشعار صواب دیدم و این درر لاٰلی را به یک رشته درکشیدم ـ چوں از دقیقهٔ "فلمّا سَلِمَ مِکثارا و قیل له عثار" باخبر بودم ، از بطالت اطالت اقالت نمودم و اخبان قبّان این عروس زیبا را به اکتحال اختصار مکتحل کردم و بر منصّهٔ مزیّنِ ایجاز در جلوه آوردم ، شعر :

اَوْجزت ذکرَی و فی الایجاز فائدة
و الاکرامُ مِنَ التّطویل تصدیعُ

و درین کتاب ده بیت برائے تزئین از گفتهٔ قدما تضمین کردم و داد قواعد شعر دادم و **کنزالفوائد** نام نهادم ، مرکّب به انواع فضل ومفصّل بر پنج فصل ، هر فصلے منقسم به دو قسم مُزْدَوَج چوں روح و جسم : فصل اول در فضیلت شعر وشعرا ، و فصل دوم در حقیقت شعر و شعرا ، فصل سوم دربیان قافیه و ردیف ، فصل چهارم درمعائب و صنائع فصل پنجم در عروض و اسامی اشعار ـ

فصل اوّل در فضیلت شعر و شعرا

قسم اول در فضیلت شعر

بدان ، ارشدک الله تعالی ، که رسول وافر علوم دینی و کامل شعور به زبان گهر نثار" و ما ینطقُ عَنِ الْهوٰی" در فضیلت شعر سخن می راند و به بیانِ درر بارِ "اِنْ هُوَ اِلّا وَحْیٌ یُوحٰی ـ و شعر را دیوان عرب می خوانند که

" الشّعر دیوان العرب وترجمان الادب و ضابطۂ تعبیر" و ما عَلَّمْنٰهُ الشِّعرَ - و شعر از حکمت تقریر می فرماید و صاحب تقریر است و به شاعر حکمت شعر را باز می‌نماید که "اِنَّ مِنَ الشّعرِ لَحِکمَةً" ذکاے طبیعت و صفاے قریحت را روشن و مبرهن است که هر کرا از خزانۂ " یُؤتِی الحِکمَةَ مَن یَّشآءُ و مَنْ یُّؤتَ الحکمَةَ فقد اُوتِیَ خیرًا کثیرًا ' نقدے به دست نیاید ' پاے در طریق شعر نتواند نهاد و طلسم گنجینۂ " الشّعر دیوان العرب" ومعدن حکمتها و کنزًا دَیَّهَا نتواند کشاد - اشعار رائق بے ضابطۂ حکمت فراهم نتوان آورد و الفاظ فائق بے رابطۂ عقل باهم نتوان کرد در ترکیب اشعار حلیۂ عقل روے می‌نماید و در ترتیب الفاظ قیمت مرد پیدا می‌آید ' فیه بحار الفهم و یفرطُ الوهم و یسرع العقل و یَنْبسُ قیمةِ المرء - و شعر صوتے است ساخته و قولے است نواختۂ مرد که "الشعر صوتُ العقولِ لِکلامِ الفُحولِ' تفضیل انسان و تکریم ایشان بر سائر حیوان به واسطۂ سخن است - و سخن لطیفه ایست که از عالم غیب می‌آید و نتیجه ایست که از نفس ناطقه می‌زاید - آدمی حیوانے است ناطق که" اَلانسانُ حَیَوانٌ ناطقٌ" و به فضیلت نطق بر حیوانات دیگر فائق - خلاصه ' انسان دل است و زبان سخن به ضابطۂ دل در حیّز امکان می‌آید و به واسطۂ زبان در میدان ظهور جَوَلان می‌نماید ' شعر :

لِسانُ الْفَتٰی نصفٌ وَّ نصفٌ فُؤادُهٗ
فلم یَبقِ الّا صورتُ اللَّحمِ و الدَّمِ

ایزد جلّ و علا ابداع خلقت و ابداے فطرت از آفرینش قلم کرد که "اوَّلَ ما خَلَقَ الله تعالیَ الْقلمَ " و مقصود از آفریدن قلم نبشتن سخن بود ' بیت :

(۱) جنبش اوّل که قلم بر گرفت
حرف نخستین ز سخن در گرفت

و باز چون ایزد تعالیٰ خواست تا حیران ماندگان تیهِ ضلالت و پریشان گشتگان صحراے جهالت را به سعادتِ هدایت رساند و از شقاوت غوایت باز رهاند درِ نبوّت بر عالم بکشاد و از عالم غیب بر انبیا سخن فرستاد ' نظم

(۲) سخن از گنبد کبود آمد
ز آسمانها سخن فرود آمد

گر بدے گوهرے وراے سخن
آن فرود آمدے بجاے سخن

سخن گوهرے است زیبا و لؤلوے است لالا ' مقرّر ناقلان بصیر و مبرهن منتقلان روشنضمیر است که چون چنین جوهرے ثمین به نظام نظم منتظم گردد عقدے شود بے نظیر و سمطے بود دلپذیر - گوهر نظم سفتن از غایت دراست باشد و سخن منظوم گفتن از نهایت کیاست بود - نظم را پایه ایست مُنیع و شعر را درجه ایست رفیع ' " حسن الکلام یعزُّ بِکَ و یرفعک " نظم از هر ذهنے نظر نتوان داشت ' و شعر از هر طبیعتے توقّع نتوان کرد - نظم را قریحۂ می‌باید صافی و شعر را طبیعتے می‌باید وافی -

رسم رؤساے عرب این بود که اگر یکے از ابناے ایشان نظم ساختن ندانستے و شعر گفتن نتوانستے ' او را خوار داشتندے و در انجمن خویش نگذاشتندے ' و آن کس را پلید خواندندے و از جمع خویش بروں راندندے ' خلق از صحبت او تنگ آمدے و اقربا را از قربت او ننگ آمدے - اِمرؤُ القیس یکے از ابناے ملوک عرب بود - پدر او از

(۱) این بیت از نظامی گنجوی است - (۲) ابیات ذیل هم از نظامی گنجوی است -

را شفقت هر روز او را پیش خواندے ، و بہ اکرام تمام در صدر نشاندے ، و قواعد شعر تعلیم کردے و بہ گفتن نظم ترغیب نمودے - امرؤالقیس هیچ نوع در شعر رغبت نمی نمود و در گفتن نظم همّت نمی بست - چون مدتے برین بگذشت ، خلق زبان تشنیع برو بکشاد و او در زبان خلق افتاد - اخوان بر احوال او افسوس می‌کردند و اعمام بر ایام او دریغ می‌خوردند - در مجلس احباب خوار و در محفل اصحاب بے اعتبار می‌بود - وقتے از جمع یاران ظریف و جوانان لطیف لطائف شنیده و لطافت دیده باز گشت ، و هواے نظم در دل او کار کرد و اشتیاق شعر دلش را در کار آورد - هرروزے دُر نظم می‌سفت و بہ صد آرزو و نیاز شعرے می گفت ، قصائد با جزالت و اشعار با سلاست انشا می‌کرد - چون این قصیدۂ غرّا بہ عبارت عذرا بگفت ، کہ یک بیت قصیده (۱)]

قِفا نبکِ مِن ذِکری حبیبِ و منزلِ
بِسِقطِ اللّوَی بینَ الدَّخولِ فحَوملِ

فضلا و بلغاے عرب جملہ سر نهادند و لطافت و بلاغت این قصیده را انصاف دادند -

چون هفت قصیده گزیده فراهم آوردند ، نام آن سبعیّات کردند - در مطلع سبعیّات این قصیده را نبشتند و بر در کعبہ آویختند - در ایّام جاهلیت آن را می پرَستیدند - و در نوبت نبوّت رسول ، علیہ‌السّلام ، از در کعبہ فرود آوردند و بہ حضرت رسالت بردند و بہ خدمت رسول ، علیہ‌السّلام ، می‌خواندند و پیغامبر صلّی‌الله‌علیہ‌وسلّم ، استماع می فرمودند ، و در شنیدن میل می‌نمودند و زبان مبارک بہ تحسین می کشادند ، و هر بیتے را انصاف می دادند مگر این بیت را ، بیت :

(۱) "یک بیت از آن قصیده این است" مناسب است ۔

اذا مَا بِکاَسٍ خلفها انصرفت لہ
یَشق و تحی و شقها لم تحول

چون این بیت بشنید از شنیدن سر باز کشید و فرمود کہ "هٰذا قبیحٌ" و نیز این حدیث وارد است ، "الشّعرُ کلامٌ حَسَنہٗ حَسَنٌ و قَبْحَتہٗ قبیحٌ" -

اگر کسے شعرے متضمّن غرضے بگوید و در آن آزار مسلمانے نجوید آن شعر پسندیده است - و اگر کسے بر ضد آن پردازد و هجو مومنے سازد نکوهیده است در گفتن شعر و جواز در آن زیبا نیست - و حدیث موزون کہ بہ زبان مبارک رسول ، علیہ‌السلام ، رفتہ است این است ، حدیث :

اَنا النَّبیُّ لا کَذِب اَناَ ابْنُ عبدالمطلّب - و این حدیث نیز مروی است ، حدیث :

مَنْ جَرّبَ المجرَّب حَلّت بہ النّدامہ - اما از گفتن شعر کہ امتناع نموده است ، سبب آن بوده است کہ چون کلام‌الله منزل می‌شد ، رسول ، علیہ‌السّلام ، بر یاران می‌خواند و جواهر معانی آن در دامن صحابہ می‌افشاند - طائفۂ کفّار و اهل انکار ، بعضے از حمق و جهل ، و بعضے از حقد و حسد ، می‌گفتند کہ محمّد شاعر شده است و شعر می‌گوید و آن را کلام‌الله می‌خواند - پیغمبر ، صلّی‌الله علیہ وسلّم ، از گفتار کفّار متحیّر می‌ماند و ازین سبب شعر بر زبان نمی‌راند - حق تعالیٰ براے ردّ منکران این آیہ فرستاد کہ ، "وَ مَا عَلّمنٰہُ الشّعْرَ وَ مَا ینبَغِیْ لہٗ" و ازین لازم نمی‌آید کہ شعر گفتن نمی‌شاید - زیرا کہ منکران سخن ناصواب می‌راندند و کلام‌الله را از خطا شعر می‌خواندند ، ایزد تعالی وحی فرستاد کہ " ما محمّد (صلعم) را شعر نیاموختہ‌ایم " - و این براے تحقیر شعر نبود ، بلکہ براے تکذیب کفّار بود - و جایے دیگر فرموده

است که ، ''وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ'' یعنی قرآن گفتار شاعر نیست ، بل کلام حضرت ربّانی و کتاب بارگاه یزدانی است که منزل شده است -

پیغامبر ، علیه‌السّلام ، هیچ وقت کسے را از شعر گفتن منع نفرموده است ، مگر آں گه که در آں مخدّمت مسلمانے بوده است ، و ایں معروف و مشهور است که حسّانِ ثابت در سفر و حضر و در خلا و ملا حضرت نبوّت را شعر گفته است و درر نعت آں درگاه به کرّات و مرّات سفته ، و پیغامبر ، صلّی‌الله علیه وسلّم ، در استماع آں گوش داشته است و در سماع آں هوش گماشته ، و او را به احسان و تحسین مشرّف و مکرّم گردانیده ، که اگر شعر منهی و منفی بودے ، رسول ، علیه‌السّلام ، اصغان ننمودے -

آں که سخن را از راستی انداخته اند و اَحْسَنُ الشُّعَرَاءِ اَکْذَبُهَا '' حجّت ساخته اند ، نمی‌دانند که صاحب دانش عروس شعر را به زینت مبالغه بیاراید تا در جلوه گاه انشاد زیبا نماید - دروغ در گفتار معیوب است و مغضوب ، مگر در اشعار که محبوب است و مرغوب - اصحاب حکمت شعر را موجب بقا می‌خوانند عَلَیْکَ بِالشِّعْرِ فَاِنَّهٗ ، اِبقاک ذکرًا جمیلا - مادح و ممدوح از شعر بقا می‌پذیرد ، و صیت جهاں‌نورد شاں اطراف و اکناف عالم را می‌گیرد ، بیت :

گر ترا باید که ماند نام نیکت جاوداں
این سعادت را بجز در شعر نتواں یافتن

قسم دوم

در فضیلت شعراء

ولایت بے نهایت سخن مامورِ شعرا است ، وکلام با انتظام شعرا ترشیح فیض خدا است ، '' انّ کلام الشّعراء فیض الله تعالیٰ '' - رسول

بلندآستان و نبیّ محمودمکاں چوں در مقام '' فکان قاب قوسین او ادنیٰ '' رسید و کلام ، ''فاوحیٰ الیٰ عبده ما اوحیٰ'' شنیده به سعادت رسیده و کرامت دیده باز گشت ، زیر عرش رسیده ده گنجینهٔ در بسته دید - دست نیاز به حضرت بے نیاز برداشت و گفت که ، '' یا الٰهی درین گنجینه‌ها چیست و ایں کنوز نصیبهٔ کیست ؟ ''

از حضرت ذوالجلال و لایزال فرماں آمد که ، '' ایں خزائن اسرار من است - و در هر خزینه ده هزار سخنے است - اشارت کن که تا هر گنجے که نصیب تست درِ آں بکشاید و اسرار آں بر تو پدید آید -'' رسول ، علیه السّلام ، بر هر درے که انگشت می نهاد ، بے واسطهٔ کلید می‌کشاد - و ازآں ده خزینه یک درِ گنجینه بسته ماند - و ازآں ده در که باز کرد نود هزار سخن در نظر آورد - فرماں شد که ، '' اے رسول ما ، و اے خاتم انبیا ، (صلعم) ازیں سی هزار سخن در نهاں دار ، و در سی هزار دیگر مخیّری ، اگر بگوئی رواست و اگر نگوئی فرماں ترا است -''

رسول ، علیه السّلام ، مناجات کرد که ، '' اے الٰهی ، به کرم نامتناهی نه در گنجینه برمن کشادی و بر اسرار آں مرا اطّلاع دادی ، یک در گنجینه چرا نمی کشائی و اسرار آں چیست که مرا نمی نمائی ؟ '' ایزد تعالیٰ فرمود که ، '' ایں گنجینه از خزائن اسرار ما است ، و قفل ایں گنجینه زبان شعرا است -'' چوں رسول ، علیه السّلام ، از معراج باز آمد ، آنچه از آں گفتنی بود می‌گفت و آنچه نهفتنی بود می‌نهفت روزے در صدر رسالت نشسته بود ، حسّانِ ثابت شعرے بیاورد و در حضرت نبوّت ادا کرد - صحابه را به غایت ستوده می‌نمود - رسول ، علیه السّلام ، که نیز آں شعر را می ستود ، زبان مبارک بکشاد و از فضیلت شعرا خبر داد و گفت ، '' چوں من در شب معراج زیر عرش

K.F.—4

رسیدم ، مرتبهٔ شعرا بلند دیدم . " قصّهٔ تمام باز گفت و این حدیث فرمود ، حدیث : اِنَّ لِلّٰهِ تعالی کَنزًا تحتَ العرشِ مِفتاحَهٗ اَلْسِنَةُ الشُّعراءِ " -

ضمیر منیر شعرا مطلع انوار یزدانی و مخزن اسرار سبحانی است - در استنباط معانی و ارتباط مبانی سخن می‌نمایند که اِنَّ مِنَ الْبَیانِ لَسِحرًا و از غایت صفاے باطن در وصف مَلَکی می‌آیند ، بیت :

(۱) ز آتش فکرت چو پریشان شوند
با مَلَک از جملهٔ خویشان شوند

فضیلت شعرا از حدِّ تقریر بیرون است و مرتبهٔ ایشان از اندازهٔ بیان افزون - چون این آیه منزل شد که وَ جِفَانٍ کَالْجَوَابِ وَ قُدُورٍ رّٰسِیٰتٍ " رسول‌الله ، صلّی‌الله علیه و سلّم ، را این بیت اِمرؤالقیس یاد آمد ، بیت :

سَیِّدٌ یُطْعِمُ فِی‌الْمَحْلِ عبط الیعملاتِ
بجفانٍ کالجواب و قدور رّاسیاتِ

غیرتے در دل رسول (صلعم) در آمد و تغیرے در بشرهٔ مبارک او پدید شد - و فرمود که ، " قَطَعَ اللّٰهُ لِسانَ اِمرَؤالقیسِ فانَّهٗ سابقُ الْوحیِ بِخمسةِ آیةٍ تمامٍ - " و این مسطور است که فرداے قیامت امرؤالقیس را زبان بریده بر انگیزند - چون آتش غضب رسول بیارامید و التهاب اضطراب به سکون انجامید ، فرمود که " لَو تنزّل الوحیَ بعدَ الانبیاءِ نزّلَ علَی الشُّعراءِ و الفصحاءِ ، بیت :

(۲) پیش و پس بارگه کبریا
پس شعرا آمد و پیش انبیا

آنان که پے غلط کرده اند و ره به جایے نبرده اند ، در مذمّت شعرا زبان کشاده اند و بهتان غوایت بر ایشان نهاده اند ، " وَ الشُّعراءُ

(۱) این بیت از نظامی گنجوی است . (۲) این بیت نظامی گنجوی است -

یَتّبِعُهُمُ الْغاوٗنَ " حجّت می‌آرند و نظر بر " اِلّاالّذِین آمَنُو و عَمِلوا الصّٰلِحٰتِ " نمی دارند - این آیه در شان کفّار و شعراے نابکار ایشان منزل است که صحابه را ، رضوان الله علیهم ، به هجو می رنجانیدند ، و رسول ، علیه السّلام ، را ایذا می رسانیدند - ایزد تعالیٰ شعراے اسلام را مستثنیٰ کرد و از زمرهٔ شعراے گمراه بیرون آورد - آنان که شعراے اسلام را گمراه خوانند و از طائفهٔ شعراے گمراه دانند ، ایشان خود گمراه اند و بزه کار و بدین جنایت و گناه گرفتار -

شعراے اسلام در توحید خداے تعالیٰ و نعت رسول الله اقدام می‌نمایند و مدائح سایهٔ ایزد تعالیٰ می‌سرایند - مذمّت شعرا کردن از نادانی است و ایشان را سبکرو داشتن از گران جانی - ثنا و مدحت شعرا سبب دوام ذکر کرام است و موجب بقاے عظام - اکرام شعرا و احترام فضلا بر ارباب دولت و اصحاب ثروت از واجبات است ، " اَکرِمِ الشّاعر فانّه ابقاک - شعراے وافر فضل مالک رِقابِ کلام اند و مستوجب اکرام و احترام ، " اَکرِمُوا الشُّعراءَ و اعظِموهم فانَّهم ملوک الکلامِ " - شعرا را درجه ایست بلند و مرتبه ایست ارجمند - صیت فضائل شعرا رونده ایست عالم‌نورد و مسافرے است جهان گرد - ذکر شعرا بر صفحهٔ روزگار مخلّد است و بر صفحهٔ لیل و نهار مؤبّد - هر چیزے که اندروست فانی است مگر سخن که آن جاودانی است ، نظم :

چون هنر از عیب فراوان شود
مرغ زبردستِ سلیمان شود

خرابی پذیرد بناے دیار
سخن تا قیامت بود یادگار

فصل دوم در حقیقت شعر و شعراء

قسم اول در حقیقت شعر

بدان، ارشدک الله تعالی، که شعر را از شعور گرفته اند و شاعر به معنی عالِم باشد. امّا ذات باری تعالی را عالم گویند و شاعر نتوان گفت. و کلامے که موزون و مقفّی و دالّ بر معنی باشد، آں را **شعر** گویند. و اگر موزوں باشد و معنوی اما مقفی نباشد، آں را **خسروانی** گویند. و اگر مقفّی باشد و موزوں امّا دالّ بر معنی نباشد، آں را **طیّانی** گویند. و آنچه موزوں باشد و درو قافیه و معنی نباشد آں را **لغو** گویند.

چوں ایں سه شرط، که رعایت آں واجب است بر شاعر، نگه داشته شود، باید که شعر را از **تجرید** نگاه دارد. و **تجرید** قافیۀ مُعیبه و نا مستقیم را گویند. اگر نگاه ندارد در قافیه اختلال افتد و فاسد شود. و ایں فساد را **سناد** هم گویند. **سناد** آں باشد که حرکات لازمۀ ما قبل حروف **رَوِی** چناں چه **توجیه** و **رس** و **نفاذ** و مانند ایں مختلف شود یا در حرفے که آوردن آں در قافیه از لابدی است اختلاف افتد. حاصل: حرکت ما قبل حرف **رَوِی** را **توجیه** گویند، و **رس** حرکت ما قبل الف **تاسیس** را گویند. و **تاسیس** الفے باشد ساکن ما قبل حرف **رَوِی**، مثاله "در" و "بر". هر حرفے ساکن که در آخر بیت افتد و ما قبل آں یک حرف یا بیش ازآں متحرّک آمده باشد، و ما قبل آں متحرّکے حرف ساکن باشد و ما قبل آں ساکن حرف متحرّک باشد، چناں که "دلبری" و "پروری".

کیفیّت ایں حروف و حرکات در قسم قافیه بیاں کرده خواهد شد. چوں ایں شرائط موجود شده باشد، باید که از **ایطا** و **شایگان** و **تغییر** احتراز کرده آید. اگر کسے ایں جمله شرائط در شعر نگاه دارد وشعرے

بگوید که کسے را در آں محلِّ تخطیه نباشد، اما ترکیب و ترتیب الفاظ و معانی که موافق طبع لطیف نیاید سائغ نباشد. از وجه وضع لغت آں را شعر نتواں گفت. و لیکن شعراے باریک بین و فضلاے خرده بیں آں را شعر نگویند، زیرا که هر کرا قوّۀ ناظمه در تصرّف آمده باشد، هر سخنے که بگوید، اگر خواهد که موزوں گوید، می باید که ترکیب و معنی به ترتیب پسندیده آید و طبع را سائغ، ایں چنیں شعر از هر طبعے موجود نشود. طبعے باید فیّاض و درّاک تا به کُنهِ معانی بتواند رسید، و به الفاظ گزیده ارتباط تواند داد، و فکر صائب را کار تواند فرمود، "الشّعر بیت الفکر". هر که موزوں طبع باشد، شعر نتواند گفت و سخنے چند منظوم تواند کرد، اما لذّت شعر شعرا ندهد. شعر گفتن آساں است و لیکن حقّ آں گذاردن دشوار، بیت:

گر از موم سازد گلے اوستاد
درو بوے گل چوں تواند نهاد

قسم دوم در حقیقت شعرا

بداں، ارشدک الله تعالیٰ، که شاعر دانا را گویند، و "الشّاعر" قافیه گوے باریک بیں را. آفریں بر حکمت واضع لغت باد که شاعر را به باریک بینی مخصوص گردانیده است، که اگر قید باریک بینی نبودے میاں شاعر و موزوں طبع، که به قوّت طبع ناظمه چند بیتے فراهم می تواند آورد، فرقے پیدا نشدے. موزوں طبع در عالم بسیار است که قوّت ناظمه دارد. کلام موزوں، که از موزوں طبع موجود می شود، عجب نیست، اما ارتباط کلام شاعر طرز دیگر است و آں موهبتے است که کسے را به تعلیم حاصل نشود. بسیار کس باشند که عمر در گفتن شعر صرف کنند و پندارند که شعر می گویند، اما نزدیک اهل دانش آں شعر نباشد، زیرا که لطافت و بلاغت و جزالت و سلاست شعر شعرا دیگر است.

نخست از عین عنایات الهیٰ نظرے می‌باید تا کسے را شعر گفتن ممکن شود ، و بداند که شعر چگونه می‌باید گفت - شعر گفتن کار هر کسے نیست و این کار هر کسے را میسّر نمی‌شود ، بیت :

(۱) بلبل عرش اند سخن پروران
باز چه مانند بدین دیگران

، فیض فضل ربّانی در هر طبیعتے نازل نمی شود و از هر فُرُنْج ترشیح نمی‌کند ، نظم ،

(۲) ماهها باید که تا یک پنبه دانه ز آب و گل
شاهدے را حلّه گردد یا شهیدے را کفن

سالها باید که تا یک سنگ اصلی ز آفتاب
لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن

قرنها باید که تا یک کودکے از لطف طبع
عالمے گردد نکو یا شاعرے صاحب‌سخن

مَثَل شاعرے که سخن پخته می سازد و موزون طبعے که نظم خام می‌پردازد رفتار کبک و روش زاغ است - چنان که این هر دو شعر می‌گویند و آن هر دو راه می پویند ، امّا رفتار کبک گزیده است و روش زاغ ناپسندیده ، بیت :

هزار زاغ سبکرو فدا کند هردم
بر آن رهے که کند کبک پاکشے رفتار

طائفۂ که خود را شاعر می دانند و اهلیت آن ندارند ، خاطر ایشان با دقائق شعر آشنا نشده است و حقائق آن در نیافته - نمی دانند که در شعر ترکیب الفاظ خوش آینده و معانی لطیف و غریب می باید ، بیت :

---

(۱) این بیت از نظامی گنجوی است (۲) ابیات ذیل از حکیم سنائی است ۔

مرغے که خبر ندارد از آب زلال
منقار در آب شور دارد همه سال

فصل سوم در بیان قافیه و ردیف

قسم اوّل در بیان قافیه

بدان ، ارشدک اللہ تعالی ، که **قافیه** را از قفو گرفته اند ، و قفو از پس در آمدن باشد - و **قافیه** را ازان **قافیه** گویند که از پس کلام می آید ، و تتمّۂ بیت بدو می‌باشد - شعرای باریک بین و فضلاے سخن چین در وصف قافیه اختلاف کرده اند و به انواع سخن گفته - نزدیک اخفش هر کلمۂ که در آخر بیت آید قافیه است ، و بعضے کلمۂ که پیش ازآن آمده باشد آن را هم قافیه شمرده اند ، و قومے نصف آخر بیت را قافیه گرفته اند - گروهے از عرب **قافیه** قصیده را می‌گویند ، اما نزدیک خلیل از حرفے ساکن که در آخر بیت افتد و ماقبل آن یک حرف یا بیش ازآن متحرّک آمده باشد و ماقبل آن متحرّک حرفے ساکن باشد و ماقبل آن ساکن حرفے متحرّک آن مقدار قافیه باشد ، بیت :

دل ز من بستد به شوخی دلبرے
دلبرے ، شیرین لبے ، جان پرورے

برین قول "دلبرے" و "پرورے" قافیه باشد - و بعضے گفته اند که حرف **روی** به نفسه قافیه است ، امّا این در پارسی روا نباشد - و در شعر عرب این را **سناد** گویند و عیب است ، زیرا که اگر کسے شعر بگوید و "در" و "بر" قافیه گیرد و بعده به ضمّۂ "دال" و "با" "دُر" و "بُر" بیارد ، بطلان قافیه باشد که اگر **روی** بودے بطلان نیامدے ، زیرا که حرف **روی** درین صورت به حال خود می‌ماند و لیکن حرکت **توجیه** مختلف شود - پس معلوم

شد که حرف **روی** مجرّد قافیه نیست ، بلکه حرف **روی** با **توجیه** قافیه است . و **توجیه** حرکت ما قبل حرف **روی** را گویند . چون شعر مردّف به **رِدف** شود با **حَذْو** قافیه باشد و چون **موسس** شود با **رس** قافیه باشد ، و آنچه بعد از حرف **روی** افتد **دخیل** باشد ، چون هاء "ساده" و "ترّه" و "با" و "یا" باشد چون "یاره" و "دلبره" و با **دخیل** و **خروج** باشد چون "ساده است" و "ترّه است" و "یاره است" و "دلبره است" . و یا "ام" باشد چون "گفته ام" و "کرده ام" و جمیع این همین حکم دارد . و یا **ردیف مضمر** باشد و یا **ردیف مظهر** باشد و یا **مسند** باشد چون دال "دارد" و "داده" و مانند این . و قافیه را حروف و حرکات لازم شود که آوردن آن را لابدی باشد ، و از بیان آن درین قسم چاره نیست که حرف **روی** آن است که بیت بدان تمام و سیراب شود و مدار قافیه بر آن باشد ، بیت :

ای ز لبت چاشنیی در شکر
وی ز خطت مشک به خون جگر

درین بیت "را" حرف **روی** است . **ردف** : هر حرفی که از حروف مدّ و لین (۱) پیش از حرف **روی** باشد آن را **ردف** گویند . و حروف مد و لین سه است "واو" و "الف" و "یا" . و نظیر هر سه نموده می‌شود . و ردفِ "واو" بیت :

ای گرفته از رخت خرشید نور
چشم بد از روی زیبای تو دور

---

(۱) مدّ به اصطلاح صرفیان حرف علّت ساکن را گویند که حرکت ما قبلش موافق آن باشد چنانکه "واو" ساکن ما قبل مضموم و "یای" ساکن ما قبل مکسور و الف ساکن ما قبل مفتوح باشد . لین حرف علّت ساکن ما سوای الف را گویند که ما قبلش مفتوح باشد .

درین بیت "را" حرف روی است و "واو" ردف است . مثال ردف به "الف" بیت :

هر که بود مستِ میِ عشق یار
تا به قیامت نشود هوشیار

درین بیت "را" حرف روی است و "الف" ردف است . مثال ردف به "یا" بیت :

جانا دلم از عشق نمی گردد سیر
امروز غمت بیش شد از دی و پریر

درین بیت "را" حرف **روی** است و "یا" ردف است .

تاسیس الفی باشد ساکن ما قبل حرف روی . و میان **تاسیس** و حرف **روی** حرفی باشد متحرّک که آن را **دخیل** گویند ، بیت :

به آب دیده وصالش نمی‌شود حاصل
چه سود ازان که بود دیده روز و شب سایل

درین بیت "لام" حرف **روی** است ، و "صاد" و "یا" **دخیل** است و "الف" **تاسیس** .

وصل : هر "ها" و "یا" که بعد از حرف روی افتد آن را "وصل" گویند ، بیت :

چنین به ناله و زاری چه نالی انصاری
که هیچ نالهٔ زاری نمی‌کند یاری

درین بیت "را" حرف روی است ، و "یا" وصل ، و "الف" ردف است . بیت :

ای گرد ماه روی تو از مشک دایره
رویت به حسن در همه آفاق نادره

درین بیت " ها " وصل است و " را " حرف روی است ، و " یا " و " دال " دخیل و " الف " تاسیس است -

خروج : هر الفے کہ بعد از " هاے " وصل آید آں را خروج گویند - و آں بر سہ طریق افتد : نخست آں کہ " ها " متحرّک باشد ، مثالہ :

(۱) انصاریت بہ جاں بکشد نازهاے تو
از بندہ عجزها ، ز خداوند نازها

دوم آں کہ " ها " ساکن باشد و بعدہ " است " در آید و یا " ام " و مانند ایں در آید ، و ایں جملہ را خروج گویند ، بیت :

(۲) آں یار دلفریب ز من رو نهفتہ است
چشمم ز آرزوے رخش شب نخفتہ است

سوم آں کہ " الف " و " ها " مکتوب باشد و ملفوظ نباشد ، مثالہ

(۳) تا دیدہ ام کہ بر مهت از مشک دائرہ است
حالات من ز عشق تو هر لحظہ سائرہ است

در بیت اول " الف " خروج است ، و در بیت دوم " است " خروج است ، و در بیت سوم " سین " و " تا " خروج است و " ها " و " الف " ملفوظ نشدہ است تا بیت موزوں شود -

مُسْنَد : هر " دال " و یا " نون " را کہ ساکن باشد و بعد از حرف روی افتد مسند گویند : مسند بہ دال ، مثالہ : *

(۱) مهر من و جفایت افسانۂ جهاں شد
خود نیک و بد بہ عالم هر گز نهاں نماند

مسند بہ " نون " مثالہ :

* در آخر بیت (۱) نونِ " ند " کہ حرف روی است بر دال تکیہ کردہ است - و ایں دال مسند است -

(۱) اے راحت جاں در رخ زیباے تو دیدن
ما را هوسے نیست بجز بر تو رسیدن

حرکات توجیہ : حرکت ما قبل حرف روی را توجیہ گویند ، و **حَذْو** حرکت ما قبل ردف را گویند ، و **مجری** حرکت روی را گویند - و حرف روی ساکن باشد و لیکن بہ علّتے متحرّک شود و آں از سبب وصل و یا از سبب ردف و یا از سبب مسند باشد -

زائدہ : حرفے کہ بعد از حرف روی افتد ، حرکت آں را زائدہ گویند - **اشباع** : حرکت دخیل را اشباع گویند - **رسّ** : حرکت ما قبل الف تاسیس را رسّ گویند - چوں ایں دانستہ شد ، بباید دانست کہ قافیہ **مقیّد** است - و **مقیّد مطلق** آں باشد کہ حرف رویِ آں ساکن باشد - و ایں بر شش نوع است * اول **مقیّد مجرّد** چوں " برد " و " نرد " ، " چمن " و " سمن " و امثال ایں - دوم **مقیّد مردّف بہ ردف** چوں " کار " و " بار " ، " زبان " و " دهان " و امثال ایں - سوم **مقیّد مقارن** ، و ایں بر چهار طریق است : طریق اوّل **مقارن مجرّد** چوں " گفت " و " سفت " ، " گرم " و " نرم " و امثال ایں - طریق دوم **مقارن مردّف** چوں " تاخت " و " باخت " و امثال ایں - امّا آخر **مقارن مجرّد** و **مقارن مردّف** اگر " نون " در آید آں را **ذیل** گویند ، چوں " گفتن " و " سفتن " " تاختن " و " باختن " - طریق سوم **مقارن مُوَصّل** چوں " سفتہ " و " گفتہ " - طریق چهارم **مقارن مردّف موصّل** چوں ، " داشتہ " و " گذاشتہ " " دوختہ " و " سوختہ " و امثال ایں -

(۱) در آخر ایں بیت دالِ " دن " کہ حرف روی است بر نون تکیہ کردہ است - و ایں " نون " مسند است -

* یعنی (۱) مقیّد مطلق (۲) مقیّد مجرّد (۳) مقیّد مردّف بہ ردف (۴) مقیّد مقارن (۵) مقیّد مشتبہ (۶) مقیّد مشابہ مزید -

پنجم **مقیّد مشتبه** چون "غارت" و "تجارت" و "عادت" و "سعادت" و امثال این - و این قافیه را مشتبه ازآن گویند که بعضے از حرف روی در شبهه می افتد ، و نمی دانند که حرف روی درین قافیه "را" را گرفته و یا "تا" و "دال" را گرفته اند - و در "تجارت و غارت" ، "عادت و سعادت" حرف روی در حقیقت "تا" است - امّا در "تجارت و غارت" اگر "را" مکرّر نشود ، و در "عادت و سعادت" اگر "دال" مکرّر نشود ، شعر نامطبوع آید ، وگرنه فسادے دیگر نیست - و این قافیه را **ملازم** نیز گویند - ششم **مقیّد مشابه مزید** چون "دانست ، توانست" و "خارید ، بارید" - و این را مشابه مزید ازآن گویند که به قافیه مؤسّس ماند - امّا درین قافیه حرفے که در محلّ **دخیل** می افتد ، مکرّر میشود و **ذیل** هم دارد ، بنا بر آن مؤسّس نگویند - و یا "تا" و "نون" هم ذیل شود چون "دانستن ، توانستن" و امثال این و مذیّل به "هاے" مؤصّل هم آید چون "دانسته ، توانسته" و "خاریده ، باریده" -

قافیۀ مطلق : مطلق آن باشد که حرف روی آن متحرّک باشد - و این را مطلق ازآن گویند که حرکت دارد - و مقیّد را ازآن مقیّد گویند که حرکت ندارد -

و قافیۀ مطلق بر نُه نوع است * : نوع اول مؤصّل و این بر دو شکل آید ، شکل اوّل وصل به "ها" چون "ترّه ، برّه" و شکل دوم وصل به "یا" چون "سروری ، مهتری" - نوع دوم اضافت به ردیف ، و

* یعنی (۱) مؤصّل (۲) اضافت به ردیف (۳) وصل و خروج (۴) ردف و وصل (۵) مردّف به ردیف (٦) ردف وصل و خروج (۷) مؤسّس و مؤصّل (۸) مؤسّس با وصل و خروج (۹) مُسْنَد -

آن هم بر دو شکل آید به **ردیف مظهر** و به **ردیف مضمر** : شکل اوّل اضافت به **ردیف مظهر** چون "سرِ من ، سرِ تو ، سرِ او" شکل دوم اضافت به **ردیف مضمر** چون "سرم ، سرت ، سرش" - نوع سوم به **وصل** و **خروج** چون "دمدمها ، زمزمها" و مانند این - نوع چهارم به **ردف و وصل** ، و آن هم بر دو شکل آید : شکل اوّل به "ها" چون "دیده ، شنیده" و "دوده ، سوده" و "دانه ، خانه" - اگر در مثل این قوافی با "انه" بگوید (۱) روا باشد ، زیرا که شرائط قافیه بر قرار ماند ، و این قافیه را **مرکّب** گویند و در همه شعر یک جا آوردن روا باشد - شکل دوم به "یا" چون "کاری ، یاری" و "روزے ، سوزے" - نوع پنجم **مردّف** به **ردیف و ردف** ، و این هم بر دو شکل آید : شکل اوّل به **ردیف مظهر** چون "یارِ من ، یار تو ، یار او" و مانند این ، و شکل دوم به **ردیف مضمر** چون "جانم ، جانت ، جانش" و مانند این - نوع ششم به **ردف وصل** و **خروج** چون "خارها ، کارها" و مانند این - نوع هفتم **مؤسّس** و **مؤصّل** ، و این هم بر دو شکل آید : شکل اوّل به "ها" چون "دائره ، نائره" و شکل دوم به "یا" چون "دیوانگی ، فرزانگی" و "بارگی و یکبارگی" و این قافیه را "**مقارن مطلق** هم گویند ، زیرا که به محلّ حرف **رَوِی** متحرّک می افتد - نوع هشتم **مؤسّس** با **وصل** و **خروج** چون "دائره است ، نائره است" - نوع نهم **مسند** و آن بر هشت طریق آید : طریق اوّل **مسند** به **الف** و نونِ صفت چون "گذران ، نگران" - طریق دوم **مسند** به **الف** و نونِ جمع چون "صفدران ، سروران" - طریق سوم **مردّف** به **الف**

(۱) مثلاً "دزدانه" و "پیرانه" وغیره -

و نونِ صفت چوں "جویان ، پویان" . طریق چهارم مسند به الف و نون جمع چوں "یاران ، دلداران" . طریق پنجم مردّف مسند به دال چوں "بازد ، تازد" و "ریزد ، خیزد" . طریق ششم مردّف مسند به نون چوں "کشیدن ، دیدن" . طریق هفتم مسند به الفِ صفت چوں "جویا ، گویا" . طریق هشتم مسند به حرف ندا که آخر اسم افتد چوں "یارا ، نگارا" .

قسم دوم

در بیان ردیف

بدان ، ارشدک الله تعالیٰ ، که ردیف چیزے را گویند که وراے فارس و راکب نشیند و نشست او بر عجز باشد . و در صنعت شعر ردیف آن است که حرفے از حروف ضمیر و یا یک کلمهٔ یا بیش ازآں بعد از اتمام قافیه آورده شود . و ایں را ردیف از آں گویند که بعد از قافیه می‌آید ، چنانچه ردیف بعد از راکب بر عجزِ بیت می نشیند . و ایں صنعت ابداع پارسیان است ، شعراے عرب نگفته اند مگر متاخّران .

دریں صنعت شعر بر دو نوع آید ، نوع اوّل مردّف به حرف ضمیر و ایں را مردف مضمر گویند . و آں چناں باشد که بعد از قافیه حرف ضمیر آورده شود چنانکه "دلبرم ، دلبرت ، دلبرش" . اگر قافیه با ردف باشد همیں حکم دارد چناں که "یارم ، یارت ، یارش" و اگر قافیه با وصل باشد ، میان وصل و حروف ضمیر "ها" در آید چنانکه "به ره ام ، به ره ات ، به ره اش" . و اگر در قافیه حرف روِی "الف" باشد ، بر دو طریق آید : طریق اوّل چنانکه "دعایم ، دعایت ، دعایش" . و طریق دوم چناں که

"دعام ، دعات ، دعاش" . و اگر در قافیه حرف روِی "واو" افتد هم بر دو طریق آید : طریق اوّل چناں که "رویم" رویت ، رویش" ، و طریق دوم "روم ، روت ، روش" . و اگر در قافیه حرف روِی "یا" افتد ، هم بر دو طریق آید : طریق اوّل چناں که "رهی ام ، رهی ات ، رهی اش" ، و طریق دوم چنانکه "رهیم" رهیت ، رهیش" .

نوع دوم مردّف مظهر به یک کلمه یا بیش ازاں چنانکه باشد که بعد از قافیه کلمهٔ آورده شود چنانکه "بر ، تر" قافیه گرفته باشد ، و بگوید که "بر دارد ، تر دارد" ، و اینجا "دارد" ردیف شد . وایں را ردیف مظهر گویند . و اگر قافیه با ردف باشد چناں که "یار دارد" کار دارد" همیں حکم است . و اگر دو کلمه آرد چناں که "نثار گوهر و زر" "شمار گوهر و زر" دریںجا "گوهر و زر" را ردیف خوانند ، و ایں جمله یک ردیف است . و بعضے ایں را ذو ردیفین گویند . و اگر سه کلمه آرد چناں که "سلطاں زر و گهر بخشید" و "فراواں زر و گهر بخشید" . دریںجا "زر و گهر بخشید" را ردیف گویند و ایں جمله یک ردیف باشد . و بعضے ذو ردف گویند و ایں پسندیده نیست .

هر چند سخن که بعد از قافیه افتد آں را ردیف باید گفت ، و ایں صنعت به غایتے رسد و به نهایتے کشد که از مصراع جز یک لفظ که قافیه ازو خیزد باقی نماند ، بیت :

اے یار توئی که دل ربودی از من
عیّار توئی که دل ربودی از من

و ازیں بالغتر نیز باشد چناں که جز قافیه و ردیف در مصراع حرف دیگر نماند .

یارا غم هجران تو آورد به جاں
ما را غم هجران تو آورد به جاں

بعضے مثل ایں بیت را همه **ردیف** گویند و ندانند که شعر بے قافیه نباشد ۔ نزدیک اهل دانش در شعر **مردّف** صفت **قافیه** مبدّل می‌شود ' زیرا که قافیه را ازآں قافیه گویند که از پس کلام در می‌آید ۔

در شعر **مردّف** که درمیان محلِ **قافیه ردیف** می‌شود **قافیه** را در وسط بنا کنند ' همچنانکه پیشتر نظیر نموده شده است ۔ و لیکن صنعت **ردیف** لطیف است که ایں عیب را مستور می‌دارد ۔ امّا شاعرے وافر فضل و کامل شعور صنعتے ابداع کرده است که لطافتے بر کمال و طراوتے بے مثال دارد و آں را **محجوبه** نام نهاده است ۔ و در صنعت صفت قافیه برقرار می‌ماند چنانکه شعرے **ذوقافیتین** بنا کنند و **ردیف** درون آں **ذو قافیه** بیارند ' بیت :

آں دلبر نازنیں چو مه دارد روے
با روے چناں خوب تبه دارد خوے

و به یک **قافیه** نیز گفته اند چناں که " شکر دارد ' شکر بارد "

فصل چهارم

در بیان معائب و صنائع شعر

قسم اوّل در بیان معائب شعر

بداں ' ارشدک الله تعالیٰ ' اگر کسے شعرے بگوید و در آں هیچ صنعتے نباشد ' خداوندان دانش اگرچه در محلِ تحسین ندارند و در معرض ترقیق (۱) هم در نیارند ۔ و اگر یکے شعرے بگوید

---

(۱) ترقیق ۔ کنایه کردن از چیزے ۔

و در آں عیبے ظاهر شود ' لائق تشنیع و در خور سرزنش گردد ۔ پس بیان معائب بر بیان صنائع مقدّم داشتن اولیٰ‌تر باشد ۔

شاعر را واجب است که اوّل از عیب شعرا احتراز کند ' بعد از آں در صنعت التزام کند ۔ عیبها ' که در ارتباط کلام و ترکیب و ترتیب شعر افتد ' بسیار است و بیان کردن آں دشوار ۔ امّا چند عیب که دانستن آں واجب است و نمودن آں ممکن ' دریں قسم باز نموده شود ۔ و یکے از آں **ایطا** است به معنی پایمال کردن باشد و در شعر تکرار قافیه را گویند ۔ و آں بر دو نوع است ' **ایطاے مظهر** و **ایطاے مضمر** ۔ **ایطاے مظهر** آں باشد که لفظ **قافیه** بعینه مکرّر شود ۔ امّا **قافیهٔ** که در اوّل مصراع مطالع شعر آمده باشد ' تکرار آں جائز است ۔ و آں قافیه را ملِک گویند ۔ و ایں جواز بنا بر آں است که در اوّل مصراع بیت رعایت قافیه شرط نیست ' امّا مطلع را براے زیبائی **مصرّع** می کنند ۔ و **مصرّع** آں باشد که در هر مصراع قافیه نگاه داشته شود ' و بسیار اشعار غریب از مطلع تا مقطع **مصرّع** آمده است ۔ و **ایطاے مضمر** آں باشد که حرف اصلی حرف **روِی** نگاه داشته شود چناں که "پنهاں ' آساں"، بعده بیاید که "جنباں ' خیزاں"، همچنیں "زمین ' کمین" آمده باشد بعده "مهین ' کهین" آید ۔ اگر کسے "دانه ' خانه" گفته باشد بعده بگوید که "یانه" یکجا روا باشد و سبب جواز پیش ازیں گفته شده است ۔

امّا اگر کسے شعر **مردّف** گوید چناں که "وفانه ' جفانه" بعده بگوید که "خانه"، دریں صورت بُطلان ردیف باشد و بیت **مقفّی** باشد و ایں بیت را **مخیّر** گویند ۔ **تخییر** ' بدل کردن

باشد و گردانیدن چیزے ، و در شعر آں را کہ کسے شعر مقفّیٰ آغاز کند و بعدہ ابیات دیگر را بہ حرف ضمیر یا بہ نوعے دیگر مردّف گرداند ، مثلاً " حیات ، نبات " گفتہ باشد بعدہ بگوید ، کہ " جفات ، خطات ". یا " شکایت ، روایت " گفتہ باشد بعدہ بگوید کہ " جفایت ، خطایت ". و اگر کسے شعر مردّف گیرد و بہ حرف ضمیر مقفّیٰ کند ، چناں کہ " نظرم ، گذرم " گفتہ باشد و بعدہ بگوید کہ " کرم ، دم " ہمیں حکم دارد . و ہر بیتے کہ در شعر مردّف مقفّیٰ ، یا در شعر مقفّیٰ مردّف شود ، **تغییر** افتد ، و **تغییر** ہمیں در شعر بکجا رواست ' و سبب جواز پیش ازیں گفتہ شدہ است .

شایگان آں را گویند کہ کسے لفظے قافیہ " و جدان " گرفتہ باشد ، بعدہ لفظے آرد کہ آں جمع باشد ، چناں کہ " زیحان ، بستان " آوردہ باشد وبعدہ " خوبان ، یاران " بگوید . و اگر در یک قافیہ لفظ جمع بیارد **شایگاں** نباشد ، و اگر مکرّر کند **شایگاں** گیرند . و ایں نوعے از ایطا است .

اسقاط بہ معنی افگندن باشد ، و در شعر آں را گویند کہ شاعر از سبب قافیہ حرفے بیفگند ، چناں کہ " بازو ، پہلو " گفتہ باشد بعدہ بگوید کہ " اکسو " کہ در اصل " اکسون " است .

اقوا بہ معنی نیرومند گردانیدن است ، و در شعر آں کہ حرفے زیادت بیارد و قافیہ را بداں تمام کند ، چنانکہ " اکنون ، افزون " قافیہ گرفتہ باشد بعدہ " یکسون " بگوید کہ در اصل " یکسیون " است . اگرچہ " یجوّز للشاعر مالا یجوّز لغیرہ " گفتہ اند ، امّا عیب است .

اشباع بہ معنی سیر کردن است ' و در شعر آں کہ بعد از حرف **روی** افتد و حرفے از حروف علّت آوردہ باشد کہ در لفظ

زیادت شود چنانکہ " دلبرا ، دلبری " و مانند ایں . و ایں خاصّۂ شعراے عرب است ، شعراے پارس را گفتن نشاید . و بعضے در شعر پارسی گفتہ اند و غلط گردانیدہ اند .

سناد اختلاف حروف و حرکات قافیہ را گویند . چناں کہ " گفتن " گفتہ باشد بعدہ " مردن " بگوید ، یا آں کہ " کردن " گفتہ باشد بعدہ " بردن " بگوید .

حشو قبیح آں باشد کہ لفظے زیادتے آوردہ باشد کہ سخن بے آں تمام است ، بیت :

دشمنت را صدام سر بادا
یا کہ با ایں ہمہ کناک (۱) شکم

تزویق ، سیماب اندود کردن است . و بہ شعر آں باشد کہ الفاظ مشکل آوردہ شود ، امّا در معنی و ترکیب لطافت و متانت نباشد .

اضطرار ، بیچارہ شدن است ، و در شعر آں کہ کسے معنی لطیف انگیزد امّا عبارت لفظ نیکو انگیختن نتواند و تباہ کند .

احتیال بہ معنی حیلہ کردن است ، و در شعر آں کہ کسے معنی شعر عربی در پارسی برد و از مدح در غزل آرد و از غزل در مدح برد .

اغارت بہ معنی غارت کردن است ' و در شعر چناں باشد کہ یکے از شعر کسے از جایے لفظ و از جایے معنی برگیرد و شعر پردازد . و ایں را **منحول** نیز گویند . اگرچہ گفتہ اند کہ " منحول کریہ از شاعر بد باشد " امّا عیبے فاحش است . و ایں را اہل سخن حکمے کردہ اند کہ " دزد دینار را دست باید برید و دزد اشعار را زبان " .

---

(۱) کناک = پیچش شکم .

سلخ به معنی پوست کشیدن است ، و در شعر آن که لفظ بگردانند و معنی مقرّر دارند .

مسخ به معنی بر گردانیدن صورت به صورت دیگر که بدتر از صورت نخستین باشد ، و در شعر آن که لفظ و معنی به تقدیم و تاخیر بر گردانند و صورت شعر دیگرگون کنند .

نسخ ، نسخه گرفتن است ، و در شعر چنان باشد که یکے تمام شعر کسے را به نام خویش بنویسد ، و این خود از غایت وقاحت (۱) و نهایت سفاهت (۲) باشد . امّا اگر کسے یک بیت مشهور تضمین کند روا باشد - و اگر در بیت مشهور حامل موقوف باشد و بدان احتیاج هم رواست . امّا بیتے که مشهور نباشد ، چون کسے خواهد که تضمین کند باید که به عبارتے که داند و تواند باز نماید که تضمین کرده شده است .

قسم دوم در بیان صنائع شعر

بدان ، ارشدک الله تعالی ، که سخن سفتهٔ زر ریخته است ، علی الخصوص چون به جواهر آبدار و لآلی شاهوار صنعتے مرصّع شود قلادهٔ عرش ضمائر ارباب معانی و بلاغت و اصحاب فصاحت تواند بود .

ترصیع : ترصیع ، نشانیدن جواهر باشد ، و در صنعت شعر آن که هر لفظے در مصراع اوّل آمده بود ، در مصراع دوم به وزن و حرف **روی** موافق آن لفظے بیارد (۳) . و حرف روی اینجا بر سبیل **ترصیع** گفته شده است ، چه حرف **روی** در قافیه باشد ، بیت :

(۱) وقاحت = بیشرمی ، بیحیائی ، بے ادبی - (۲) سفاهت = فرومایگی ، سبکی عقل ، بیخردی - (۳) یعنی کلمات را مسجّع گردانیدن و الفاظ را در وزن و حروف خواتیم متساوی داشتن را ترصیع گویند .

اے لطافت به روے تو مظهر
وے ظرافت به خوے تو مضمر

تجنیس : صنعت تجنیس آن چنان باشد که الفاظ هر دو مصراعِ بیت با یکدیگر مانند آورده شود ، مثاله

نپوشم جامهاے بر دمادم
بنوشم جامهاے تر دمادم

موازنه : موازنه آن باشد که در مصراع اوّل هر لفظے که آمده بود در مصراعِ دوم بر وزن آن بیارند (۱) مثاله :

چشم نبیند چو تو دلبر مردم فریب
باغ ندارد چو تو گلبن راحت فزاے

تضمین المزدوج : و این صنعت چنان باشد که دو لفظ یا چهار لفظ مسجّع و متوازی همقرین بیارند ، مثاله :

شد خونِ مشک خشک ز رشک دو زلف تو
خوے تو دزد کرد به بستان رخ سمن

سیاقة الاعداد : و این صنعت راندنِ شمار باشد ، مثاله :

یک روز از دو لعل نگارم سه بوسه داد
وز بهر چارمین به شش و پنج در فگند

ایراد المعطوفات : و این صنعت چنان باشد که الفاظ بر سبیل عطف در آرند ، مثاله :

جفا و ناز و کرشمه کمینه شیوهٔ تست
وفا و مهر و محبّت کمینه پیشهٔ ما

تنسیق الصّفات : و این صنعت چنان باشد که بعد از ذکر کسے صفات او بیارند ، (۲) مثاله :

(۱) این عبارت را بدین طور خواندن مناسب می نماید : "بر وزن آن بیارند ولیکن در حروف خواتیم متّفق نباشد" . (۲) نامناسب نباشد اگر درینجا عبارت ذیل هم بیفزوده شود : " و کسے را یا چیزے را وصفِ مختلف بر پے یکدیگر بیارند " .

شگوفۀ عارض و بادام چشم و پستۀ دهاں
بنفشۀ خطّ و گل اندام و یاسمن رخسار

ارسال المثل : و ایں صنعت چناں باشد کہ در بیت ضربِ مثل کردہ شود ، مثالہ :

رنج هجراں می‌کشم من بر امید وصل تو
هر کرا طاؤس باید رنج هندستاں کشد

ارسال المثلین : و ایں صنعت چناں باشد کہ در یک جا دو مثل آوردہ شود ، مثالہ :

همدم بلبل بہ چمن بلبل است
صحبت گل هر سحرے با گل است

ارسال الامثال : و ایں صنعت چناں باشد کہ در یک بیت سہ مثل یا زیادہ ازاں آوردہ شود ، مثالہ :

کردار نیکو خوش بود ، باشد بدی را بد خرد
در مرغزار ایں جهاں چیزے کہ کاری بدروی

طرد عکس : و ایں صنعت چناں باشد کہ هر لفظ کہ بیارند بعدہُ بازگونہ کنند ، مثالہ :

یاسمن رنگ روے تو دارد
روے تو رنگ یاسمن هۀ من

اشتقاق شگافتن را گویند ، و در صنعت شعر چناں باشد کہ چند لفظِ مشتق در کلمہ بیارند ، مثالہ :

شد دانش من عقیلۀ من
عقل است عقال مرد عاقل

متناسب : و ایں صنعت چناں باشد کہ در ارتباط الفاظ

نسبت نگاہ داشتہ شود ، مثالہ :

اے بندۀ تو دست ملامت ز من مکش
من ناز عشق بس بکشم گرچہ سر رود

و ایں را **مُراعات النظیر** نیز گویند ۔(۱)

متضاد : و ایں صنعت چناں باشد کہ چند لفظ بر ضد یک دیگر فراهم آوردہ شود ، مثالہ :

روز و شب چشم بہ رہ دارم و پرساں باشم
مگر از سوے تو بر من خبر آید روزے (۲)

ایں صنعت را **مطابقہ** نیز گویند ۔

استعارہ : و معنی استعارہ عاریت خواستن است ، و در صنعت شعر آں کہ لفظے حقیقی را بر سبیل مجاز بہ کار برند ، مثالہ :

از نیش غمزہ جانا ، آزار من چہ جوئی
زاں نوش لب زمانے خوش دار جان ما را (۳)

تشبیہ مانند کردن باشد ، و ایں صنعت چناں بود کہ چیزے را مانند چیزے کنند ۔ و ایں صنعت را ادوات (۴) بریں نوع است ، مثلاً چوں ، مانند ، مانا ، آسا ، شکل ، سان ، گوئی ، پنداری ۔
و ایں صنعت بر هفت نوع آمدہ است ، **مطلق ، مشروط ، کنایت ، تسویت ، عکس ، مضمر ، و تفضیل** ۔

تشبیہ مطلق : و ایں صنعت چناں باشد کہ چیزے را با چیزے مانند کنند بہ ادات تشبیہ ، مثالہ :

---

(۱) و مراعات النظیر در شعر آں است کہ چیزهایے را جمع کنند کہ از جنس یکدیگر باشند مثلاً

از مشک همی تیر زند نرگس چشمت — زاں لالۀ روے تو زرہ ساخت ز عنبر

دریں بیت مشک و عنبر ، نرگس و لالہ ، تیر و زرہ نظیر یک دیگر اند ۔
(۲) دریں بیت روز و شب ضدّ یکدیگر باشد ۔ (۳) دریں بیت نیش غمزہ و نوش لب استعارت است ۔ (۴) ادوات = (جمع ادات) ، آلات حصول چیزے ۔

رویت چو گل است تازه و تر
بالاے تو گوئیا که سرو است

تشبیه مشروط: و این صنعت چناں باشد که چیزے را با چیزے مانند کنند به شرط، مثاله:

رخت گل است گر از گل بنفشه بر روید
خط تو پرّه اگر پرّه عنبرین باشد

تشبیه کنایت: و این صنعت چناں باشد که ادات تشبیه را بیفگنند و از مشبّه به مشبّه بهٖ کنایت کنند، مثاله:

نمی نمائی رخ تو به چشم گریانم
هوا چو ابر کشد آفتاب ننماید (۱)

تشبیه تسویت: و این صنعت چناں باشد که یک صفت خویش، و یک صفت معشوق و یا صفت دو کس با چیزے مانند کنند، مثاله:

تن من چون میان تو تارے است
دیده چون لعل تو گهر بارے است (۲)

تشبیه عکس: و این صنعت چناں باشد که دو چیز را ذکر کنند و آں را بدین مانند کنند و این را بداں، مثاله:

در تماشاے چمن کردن تو وقت سحر
گل چو رویت بود و روے تو چوں گل باشد

تشبیه مضمر: و این تشبیه چناں باشد که چیزے را با چیزے مانند کنند و آنچه مقصود بود در ضمن آں باشد، مثاله:

خرشید توئی و تافته من میباشم
چشم تو بخواب و بخت من می‌خسپد (۳)

---

(۱) درین بیت رخ و آفتاب، و چشم گریان و ابر تشبیه کنایت است.
(۲) درین بیت تن و میان، و دیده و لعل تشبیه تسویت است.
(۳) درین تشبیه از روے چو خرشیدِ معشوق تافته (= آزرده و رنج و محنت کشیده) بودنِ عاشق و از چشمِ خواب آلودِ معشوق خفته بودنِ بختِ عاشق مضمر می‌باشد

تشبیه تفضیل: و این صنعت چناں باشد که چیزیرا با چیزے مانند کنند و ازین عدول کنند و مشبّه را بر مشبّه به تفضیل دهند، مثاله:

رویش گل است بلکه ز گل تازه و تر است
ور گویمش که ماه، ازو نیز انور است

تصحیف (۱): و این چناں باشد که به گردانیدن لفظے و حرکتے و یا نقطهٔ و یا تقطیع و فصل اصلِ معنیِ سخن باز گردد و در بعضے مورد مدح هجو شود ـ و آں بر دو نوع است **منتظم** و **مضطرب** ـ منتظم آں باشد که به مجرّد گردانیدن لفظ یا حرکت بگردد، مثاله:

تاج دین نیکو سیر بر ماست

---

(۱) یک مثال لطیف تصحیف ذیلاً آورده می‌شود ـ

به تجنیس و به تقلیب و به تصحیف
ز روے یار خواهم ضدّ شرقی

درین بیت شاعر می گوید که به چندین صنعت از روے محبوب ضدِّ "شرقی" یعنی "غربی" می خواهد ـ اگر از "غربی" نقطهٔ غینِ معجمه را محو کنند "عربی" می شود ـ و چون حروف "عربی" را بگردانند "ربیع" می گردد ـ و در زبان پارسی "ربیع" را "بهار" می گویند ـ اگر نقطهٔ "بهار" را از زیر به بالا برند "نهار" می شود ـ و "نهار" به معنی "یوم" است که مقلوب آں "موے" می باشد ـ و "موے" را در عربی "شعر" می خوانند ـ و "شعر" به معنی "بیت" هم می آید و "بیت" را در عربی "دار" نیز هم می گویند اگر "دار" را مقلوب کنند "راد" می گردد ـ و چون بر راے "راد" نقطهٔ دهند "زاد" می شود و "زاد" را در پارسی "توشه" می گویند چون همه نقطه هاے "توشه" را محو کرده در زیر یک نقطهٔ دهند "بوسه" می گردد ـ و مطلوب شاعر از ضدِّ "شرقی" همین "بوسه" می باشد ـ

اگر بر را نقطه بگردانند هجو شود ـ

مضطرب : آن باشد که بعضے حروف از یک کلمه و بعضے از کلمهٔ دیگر تقطیع و فصل فراهم کنند و جز آن مقصد که در بیت باشد معنی دیگر روے دهد ، مثاله :

آخر بچه آزرده شد استی از ما ،

چون الف را از " آخر " قطع کنند ، هجو شود ـ

تجنیس ، گونه کردن باشد ، و در شعر چنان بود که کلماتے که از یک گونه باشد به گفتن یا نبشتن فراهم آورده شوند ـ و این صنعت بر هشت نوع است ، **تجنیس تام** ، **ناقص** ، **زائد** ، **مرکّب** ، **مفروق** ، **مزدوج** ، **مطرّف** ، و **تجنیس خط** ـ

تجنیس تام : و این صنعت چنان باشد که دو کلمه یا بیشتر در خط و لفظ موافق یک دیگر باشند و در معنی مختلف ؛ مثاله :

اے زلف دلکش تو به از نافهٔ خطا
چشمت که تیر زد نشود هرگز آن خطا

تجنیس ناقص : و این صنعت چنان باشد که کلمات متّفق الحروف و مختلف الحرکات و المعنی بیارند ، و این را **تجنیس مختلف** هم گویند ، مثاله :

اے روے جانفزاے ترا لذّت شکر
وے موے دلفریب تو موجِند جان شکر

تجنیس زائد : و این آن چنان باشد که دو لفظ متجانس به حروف و حرکات متّفق آورده شوند امّا در اوّل یا در آخر یک کلمه یا حرفے زیاده باشد ، مثاله :

سبزه سرسبز شد اے سرو روان دیگر بار
باد خوش میوزد آن بادهٔ گلرنگ بیار

اگر در صنعت حرف زائد در آخر کلمه افتد آن را **بدیل** میگویند چنان که " سبز ، سبزه " ـ و اگر حرف زائد در اوّل کلمه افتد آن را **متوجّه** گویند چنان که " دام ، مدام " ـ

تجنیس مرکّب : چنان بود که لفظ متجانس یکے یا هردو مرکّب بود ، و این صنعت بر دو نوع است ، اوّل آن که از دو لفظ متجانس یک لفظ مرکّب باشد ، مثاله :

آن کس که بود به فضل و دانِش
تحقیر مکن ، بزرگ دانش

دوم آن که هردو لفظ متجانس مرکّب باشد ، مثاله :

چیزے تراش کن چو به دست تو کاردست
آن به بود ترا که نداری ز کار دست

تجنیس مفروق : و آن صنعت چنان باشد که دو لفظ متجانس آورده شود در لفظ متشابه و در خط مختلف مثاله :—

دی دار زد چو حسرت دینار در دلم
امروز بهر این به خیالے شتافتم (۱)

تجنیس مردّد یا مُزْدَوَج : و این چنان باشد که در آخر ابیات دو لفظ متجانس پهلوے یکدیگر آورده شود ـ اگر در لفظ تجنیس حرفے زیادت افتد هم روا بود ، و دو نیز هم رواست ، مثاله :

دل ز دستم برد آن عیّار یار
در غمش ماندم چنین غمخوار خوار

---

(۱) درین بیت به " دی دار " و " دینار " تجنیس مفروق است ـ

تجنیس مطرّف : و این صنعت چنان باشد که دو لفظ متجانس را همه حروف متّفق باشند الاّ حرف طرف یعنی حرف آخرین ، مثاله : (۱)

تا دلم در عشق آن دلبر فتاد
هیچ می‌نارد ز من آن یار یاد

درین بیت در " یار " و " یاد " تجنیس مطرّف است ـ

تجنیس خطّ : و این صنعت چنان باشد که دو لفظ آورده شود که در خط متجانس یکدیگر باشند و در لفظ مختلف ، مثاله :

ماه‌رویا در انتظار وصال
همچو خال تو حال من سیه است

درین بیت در " حال " و " خال " تجنیس خط است ـ

مقلوب بعض : و این صنعت چنان باشد که دو کلمه آورده شود و چون بعضے حروف یک کلمه را تاخیر و تقدیم کرده شود عین دوم گردد ، مثاله :

اگر قریب نباشد رقیب تو با تو
مرا ز روے چو ماهت چرا بود دوری

درین بیت در لفظ " قریب " و " رقیب " صنعت مقلوب بعض است ـ و این صورت را نیز **مجنّح** گفته اند ـ

ذوقافیتین : و این صنعت چنان باشد که در شعرے دو قافیه نگاه داشته شود ، اگر چه به حقیقت قافیه از یکے بیش

(۱) مثال دیگر تجنیس مطرّف :
از شرار تیغ بودے بادساران را شراب   وز طعان رمح بودی خاکساران را طعام
درین بیت در شرار و شراب و در طعان و طعام تجنیس مطرّف است ـ

نباشد امّا پیش از قافیه لفظے به مثل سجع متوازی آورده شود و آن را بر سبیل مجاز قافیه گفته اند به حسب آن که متقدّمان نبشته اند ، مثاله :

جانا ، جمال خویشتن از ما نهان مدار
باز آ که می کنیم به راه تو جان نثار

درین بیت در " نهان مدار " و " جان نثار " صنعت ذو قافیتین است ـ و این صنعت بر انواع دیگر هم می‌آید ، اوّل آن که قافیهٔ دوم از قافیهٔ اوّل مشتق باشد ، و این به غایت پسندیده است ، مثاله .

اے یافته ز عنبر زلفت مشام شم
دائم نداشت است چو لعل تو جام جم

دیگر آن که حرف **رویِ** هر دو قافیه پسندیده‌تر آید ، مثاله :

سمن برا تو یک امروز از برائے خدائے
به کلبهٔ من بیچارهٔ گدائے در آئے

و اگر کسے سه قافیه نگاه دارد از غایت بلاغت باشد ، و آن را **ذوالقوافی** می گویند ، مثاله :

شکوفه هائے دلاویز بر کشید چمن
نسیم غالیه هر سوے در دمید سمن

و اگر کسے سه قافیه نگاه‌دارد و شعر را **مردّف** هم کند بلیغ تر باشد مثاله :

کنون که رونق بستان بهار پیدا کرد
مرا هوائے رخ آن نگار شیدا کرد

مقفّاء مصدّر : و اگر کسے در صدر هر بیت التزام قافیه کند آن را **مقفّاء مصدّر** می گویند ، مثاله :

مرا نگار جفاجوے من نمود عذاب   دلم بر آتش هجران خویش کرد کباب
جدا شدم من ازاں نازنین زیبا روے   بشد ز چشم من از محنت جدائی خواب

دریں ابیات "مرا" و "جدا" مقفّاء مصدّر است - و اگر کسے در اوّل و آخر هر مصراع التزام قافیه کند آں را **مقفّاء مربّع** می گویند، مثاله :

مرا شوریده خاطر چند داری   چرا بر جان من رحمے نیاری
بیا بنگر که من میرم به زاری   بلا کردم که کردم با تو یاری

دریں ابیات "مرا" و "چرا" و "بیا" و "بلا" مقفّاء مربّع است - و اگر کسے چار قافیه نگاهدارد و شعر را مردّف کند هم بلیغ‌تر باشد -

خیاله : خیاله آں باشد که شاعر در سخن معنیے انگیزد که خاطر شنونده بر معنی ظاهر رود و مقصود گوینده جز آں باشد، مثاله :

نخل بالاے تو کردیم نهان اندر دل
گر بود بخت مساعد به بر آید روزے

دریں بیت مقصود شاعر آں نیست که نخل بالا به بار آید بلکه به کنار آمدن مطلوب است -

ایهام، به معنی در گمان افگندن است و در صنعت شعر آں که شاعر در سخن دو معنی انگیزد و بر هر معنی که گمان رود درست آید (۱) مثاله :

(۱) اساتذهٔ ایں فن گفته اند که ایں صنعت چناں بود که شاعر لفظے ذو معنیین به کار دارد یکے قریب و یکے غریب تا خاطر سامع نخست به معنی قریب رود و مراد قائل معنی غریب باشد .

سرو گر گوید چو قدّت راستم
مشنو از وے ایں سخن چوں نیست راست

اگر گمان رود که سرو راست نیست درست است و اگر گمان رود که سخن راست نیست هم درست است -

حسن المطلع آں باشد که شاعر جهد کند که مطلع شعر یعنی اوّل بیت به غایت لطیف و دلاویز بود، مثاله :

اے همه شکل دلاویز ترا داده خداے
جاے آں است که در دیدهٔ ما گیری جاے

حسن المقطع آں باشد که تتّمهٔ شعر به الفاظ متین و دلاویز کرده شود، مثاله :

اگر مجال بود دوستان بگوییدش
همیں قدر که گرفتار تست انصاری

حسن الطّلب آں باشد که شاعر از ممدوح چیزے به صریح نخواهد و لیکن به طرحے بهتر و وجهے احسن که به ادب نزدیکتر باشد و در پردهٔ لطافت مخفی بود مثاله :

مرا زمانهٔ جافی جفا نموده بسے
بزرگوارا انصاف من ازو بستان

تعجّب : تعجّب آں باشد که شاعر از چیزے در شگفت افتد، مثاله :

رخش خرشید و من در تاب باشم، ایں عجب حالے
دل من عاشق و زلفش پریشاں بوالعجب کارے

تجاهل العارف : تجاهل العارف آں باشد که شاعر چیزے را به چیزے متّصف کند که بداند و خود را نادان سازد، مثاله :

بمانده ام به تحیّر چو نقش گیرانه
ندانم آں گل نازک گلے است یا اندام

اغراق فی‌الصّفت : اغراق فی‌الصّفت آن باشد که در صفتِ کسے به غایت مبالغت رود ، مثاله :

هزار شاخ کنی گر مثل ز یک مویے
از آن میانِ تو باریک‌تر بود صد بار

حسن التّعلیل : حسن التّعلیل آن باشد که یک معنی را به عبارت هرچه نیکوتر به علّت معنی دوم در آرند ، مثاله :

دلم از دست می شود چون تو
جام مے را به دست می گیری

اعتراض الکلام قبل الاتمام ، آن باشد که شاعر سخن آغاز کند و پیش از آن که تمام شود ، باز گردد و درمیان سخن دیگر آرد که بے آن معنی تمام بود - و این را **حشو** نیز گویند و این بر سه نوع است ، **حشوملیح** ، **حشومتوسّط** **حشوقبیح**:

حشوملیح ، این صنعت چنان باشد که در شعر لفظے بیارند که بدان لفظ لطافت سخن زیاده شود ، (۱) مثاله :

گل رویت ، که باد تازه و تر ،
از گل نوبهار تازه تر است

درین بیت "که باد تازه و تر" زیادت است و سخن را بیاراسته است -

---

(۱) حشو ملیح آن است که شاعر سخنے بیفزاید که شعر در معنی بدان محتاج نباشد و آوردن آن سخن شیرینیِ شعر را بیفزاید و رونقے دیگر دهد -

حشومتوسّط (۱) در قسم اسامی اشعار و مناسب آن بیان کرده آید ، و **حشوقبیح** (۲) در معائب شاعران بیان کرده شده است -

معکوس : و این صنعت چنان باشد که شاعر نیم مصراع بگوید و نیمے دیگر هم از عکس آن خیزد ، مثاله :

بلبل به فغان آمد ، آمد به فغان بلبل ،
غلغل به چمن بشنو ، بشنو به چمن غلغل

جمع : و این صنعت چنان باشد که میان دو چیز یک صفت جمع کرده شود و آن صنعت را **جامع** هم گویند ، مثاله :

چشم من و لعل تو در فشان آمد
حال من و زلف تو پریشان آمد

---

(۱) **حشومتوسّط** : و این صنعت چنان باشد که کلمهٔ یا سخنے در شعر بیفزایند که افزودن و نیفزودن آن یکسان بود ، نه بغایت شیرینی و رونق را دارا باشد و نه عیبے و قباحتے دارد ، مثلاً :-

ز هجر روے تو اے دلربای سیمین تن
دلم ندیم ندم شد تنم عدیل عنا
(رشیدالدّین‌وطواط)

درین بیت "دلربای سیمین تن" حشو متوسّط است -

(۲) **حشوقبیح** : و این صنعت چنان است که در شعر کلمهٔ بیفزایند که بس بیجا و بے مورد باشد و شعر را نیز تباه کند ، مثلاً :-

از بس که بار منّت تو بر تنم نشست
در زیر منّت تو نهان و مستّرم (کمالی)

درین بیت لفظ نهان حشو قبیح است که آب شعر را ببرده است چرا که نهان و مستّر هم معنی اند و حاجت این تکرار ناواجب بود - مثال دیگر :-

گر می‌نرسم به خدمتت معذورم
زیرا رمد چشم و صداع سرم است

درین بیت ذکر چشم و سر با ذکر رمد و صداع آوردن بس قباحتے دارد چرا که رمد جز چشم را و صداع جز سر را نباشد -

تفریق : و معنی این جدا کردن است ، و این صنعت چنان باشد که میان دو چیز هم از اوّل تفرقه پدید کنند ، مثاله ;

با رخت نسبتے ندارد گل
که بسے نیست روز بازارش

جمع با تفریق : و این صنعت چنان باشد که میان دو چیز یک صفت جمع کنند و بعده فرق پدید آرند ، مثاله :

من و تو هردو دوست و مست استیم
تو ز جام مے و من از چشمت

جمع با تقسیم : و این صنعت چنان باشد که دو صفت را در یکے جمع کنند و بعده قسمت کنند ، مثاله

ترا که زلف سیاه است و مشکبو بدهد
نسیم را نفس جانفزا و شب را رنگ

تقسیم : تقسیم تجنیس کردن باشد ، و در صنعت شعر آن که هم از اوّل بیتے را تقسیم بنا نهند . و این صنعت بر دو نوع است ، **محدود** و **غیر محدود** امّا محدود آن باشد که درو ذکر اعداد باشد و این هم بر دو طریق آید، **مسلسل** و **مطلق** .

مطلق آن باشد که در مصراع اوّل چند چیز بیارند و بعده در مِصراع دوم قسمت کنند ، مثاله :

به زلف و عارض و بالاے تو همی‌ماند
یکے عبیر و دوم لاله و سوم عرعر

مسلسل آن باشد که از مطلع تا مقطع هر بیتے متعلّق به بیت دیگر بود ، (۱) مثاله :

لب و دهان و رخت را چه ماند اے دلبر
یکی عقیق و دوم غنچه و سوم گلزار
عقیق و غنچه و گلزار را به عهد تو نیست
یکی بهاء و دوم قیمت و سوم مقدار

غیر محدود آن که درو لفظ عدد نباشد ، و این بر سه قسم است ، **موصوف** ، و **مواصف** ، و **غیر موصوف** .

موصوف بر دو طریق آید . طریق اولِ موصوف ، مثاله .

به زلف و روے و اندام و لب شیرین تو ماند
شب تیره ، مه روشن ، گل تازه ، می احمر

---

(۱) اوحدی مراغه را غزلے است در صنعت مسلسل ساده که هیچ علاقهٔ به تقسیم ندارد . و آن غزل ذیلاً آورده می‌شود :

غزل

جور دیدم تا بدید آن خسرو خوبان که من
عاشقم وز من بپوشانید رخ چندان که من
در غمش دیوانه گشتم بے رخش مجنون شدم
سر به صحراها نهادم فاش گردید آن که من
خوف بدنامی ندارم بیم رسوائیم نیست
ور بمانم مدّتے دیگر چنان می‌دان که من
دل به درد او سپارم تن به مهر او دهم
وان بلا را کس نداند بعد ازان درمان که من
هرچه گویم راست گویم وین بتر کز هر طرف
من دواے درد دل پرسان و دل ترسان که من
هم به ترک سر بگویم هم دل از جان بر کنم
وان زمان درد دلم را چارهٔ نتوان که من
دل ز غم خون کرده باشم خون ز مژگان ریخته
ور چنین باشد حدیثم کے شود پنهان که من
دیدهٔ پر اشک دارم چهرهٔ پر خون و دل
وندرین محنت نخواهم شست دست از جان که من
اوحدی را می‌شناسم طالع خود دیده ام
ور تو هم حالم بدانی رخصت آری زان که من

طریق دوم موصوف ، مثاله :

به زلف و عارضت مانند نگارا عنبر و لاله
چه عنبر ؟ عنبر سارا ، چه لاله ؟ لالهٔ نعمان

مثال مواصف :

به گاه بزم و اندر رزم داری همّت و هیبت
کزین دلها کنی خرّم وزان جانها کنی ابتر
چه همّت ؟ همّت بخشش ، چه بخشش ؟ بخشش جانها
چه هیبت ؟ هیبت حمله ، چه حمله ؟ حملهٔ صفدر

غیرموصوف : و این در اوّل مجرّد باشد ، مثاله : (۱)

التزام الزم لازم گرفتن است ، و این صنعت چنان باشد که کلمهٔ یا حرفی در هر مصراع و یا در هر بیت یک بار یا دو بار یا بیش از آن لازم گرفته شود ، مثاله :

دلم افتاد در عشقت ، نکردی هیچ دلداری
دمی میده که مارا در غم عشقت دل افتاد است

درین بیت سه بار " دل " لازم داشته شده است -

توشیح : توشیح حمائل در گردن انداختن و آرایش دادن است - و این صنعت چنان باشد که شاعر به طریقی شعر انشا کند که چون اوّل حرف یا کلمهٔ هر مصراع یا اوّل و آخر حرف یا کلمهٔ هر مصراع یا حرفی یا کلمهٔ درمیانهٔ هر مصراع جمع کنند ، اسمی یا کلمهٔ یا بیتی یا رباعیی یا خطبهٔ حاصل آید ، مثاله :

یاد تو دل کشا و جان افزا
روی تو آفتاب عالمتاب

(۱) مثالش در نسخه موجود نیست اغلب که سواد نویس این کتاب سهواً ننوشته است -

چون حرفهای اوّل و آخر هر مصراع جمع کنند " یارب " شود -

تاکید المدح بما یشبه الذّم استوار کردن مدح باشد که به هجو ماند ، و در سخن این صنعت چنان باشد که هر کسی داند که از مدح رجوع خواهد و بنای هجو خواهد نهاد ، مثاله :

آزرده نیست هیچ کس از دولتت جز آنک
پا از طریق شرع محمّد برون نهاد

استدراک ، و این صنعت چنان باشد که شاعر ابتدای سخن بر آن نهج کند که شنونده داند هجو خواهد کرد ، امّا در اتمام کلام مدح حاصل آید ، مثاله :

نامردم و سیاه دل و سفله ایست آن
با چون تو خوب خلقی که کین آوری کند

المدح الموجّه ، و این چنان باشد که شاعر ممدوح را به دو وجه بستاید ، مثاله :

اگر بگویم خرشید را که بندهٔ تست
ز بندگی تو او را بسی شرف باشد

المحتملُ لِلضّدّین ، و این چنان باشد که شاعر شعری بگوید که درو هم احتمال مدح بود و هم احتمال هجو ، مثاله :

زهر به یاد تو شکر میشود
شام به روی تو سحر میشود

المتلوّن ، و این صنعت چنان باشد که شاعر شعری بگوید که آن را به دو وزن بتوان خواند ، مثاله :

در منِ بیچارهٔ بیدل ببین
بر سرِ من رحم کن آخر دمی

این بیت را به وزن سریع (مفتعلن مفتعلن فاعلن) می‌توان خواند و هم به وزن رمل مسدّس (فاعلاتن فاعلاتن فاعلن)-

ردّ العَجُز علی الصّدر: صدر سینه و پیشگاه را گویند و **عَجُز** سرین را، و در شعر اوّلِ کلمهٔ مصراعِ اوّل را صدر خوانند و آخر کلمهٔ مصراع دوم را عَجُز- و ردّالعَجُز علی الصّدر آن باشد که کلمهٔ صدرِ بیت را در عُجز بیارند، مثاله:

مقام قدر تو بر ماه فلک آمد
زهی بلند مقام و زهی بلند مقام

و این صنعت مدوّر به هشت دائره هم هست- و این صنعت را بسیار نوع است، امّا به حقیقت پسندیده از همین یک نوع بیش نیست- و این را **مطابق** نیز گویند- اگر کلمهٔ صدرِ بیت و کلمهٔ عُجز به معنیِ مختلف آید بهتر باشد-

المسمّط: و معنی تسمیط مروارید در رشته کشیدن است، و مسمّط شعری را گویند که سه مصراع شعر یا پنج یا هفت یا نُه به یک قافیه گفته شوند و در مصراع چهارم، یا هشتم، یا دهم مصراع قافیهٔ اصلی نگاهداشته آید و هر بار چنان قافیه را رعایت کنند، مثاله:

دلم بربود ناگه دلربایی   یکی بدخوی، شوخی، بیوفایی
به خنده دلفریبی، جانفزایی   به غمزه ناوک اندازی بلایی
به عشقش می‌زنم من دست و پایی   مگر روزی در آید در کنارم

و همین طور بعد سوم، یا پنجم، یا هفتم، یا نهم در چهارم یا ششم، یا هشتم، یا دهم قافیهٔ اصلی رعایت کرده آید-

مسمّط مسجّع: و این به غایت پسندیده است، مثاله:

آمد نوای جان فزا   صحن چمن شد دل کشا
وز بوی گل باد صبا   بنشست هر سو عطر سا
بلبل ز باغ دلربا   .... (۱)
وان عندلیب خوشنوا   بر روی گل شد مبتلا
ای ساقی گلرخ بیا   خوش کن زمانی وقت ما
در ده میی گلگون که تا   نوشم به روی یار خود

الاسجاع، و **سجع** بانگ کردن قمری را گویند- و اسجاع بر سه نوع است، متوازی، متوازن، و مطرّف-

سجع متوازی: و این چنان باشد که در آخر دو قرینه یا بیشتر کلماتی آورده شود که در وزن و حروف رَوِی متّفق آیند چنان که "نوک زبان" و "بوس دهان"-

سجع متوازن: و این چنان باشد که از اوّلِ دو قرینه یا آخر، یا از اوّلِ دو مصراع یا آخر، کلماتی آورده شود که هر یک نظیر خویش را به وزن موافق باشند امّا به **حروف رَوِی** مخالف چنان که "افروخته زمین" و "افراخته زمان"- (۲)

سجع مطرّف: و آن چنان باشد که در وزن مختلف بود و در **حروف رَوِی** متّفق، چنان که "کوتاه خردمند به

---

(۱) سواد نویس این مصراع را درج نساخته است شاید کمابیش بدین طور بوده باشد: "از شوق شد نغمه سرا"-

(۲) مثالش از کلام حافظ شیراز درینجا آورده می شود:-

"ماهی که شد ز طلعتش افروخته زمین
شاهی که شد ز همّتش افراخته زمان"-

از نادان بلند -" و در شعر همین یک نوع سجع متوازی می‌افتد که ازان شعر مسجّع می شود ، مثاله :

بگذار جفا کاری ، رحم آر بر انصاری
کو شد به وفاداری در عشق تو افسانه

و اگر در هر بیتے هفتگان کلمهٔ متوازی بیارند از غایت بلاغت باشد ، مثاله :

یارے است ما را دلربا ، دارد جمال جان فزا ،
رویش به از ترک سما ، زلفش به از مشک خطا ،
سرو روان غنچه دهان ، سوسن زبان لاله رخان ،
آرام جان روح روان ، حورے چنان ماه سما

یک نوع **مسجّع** متاخّران ابداع کرده اند ، و آن چنان است که سه مصراع به یک قافیه می گویند و در مصراع چهارم قافیهٔ دیگر می کنند و هر بار بعد سه مصراع چنان قافیه را رعایت کنند مثاله :

اینک اینک رسید وقت بهار   گل بر افگند پرده از رخسار
گرچه گشت است عالمے گلزار   بے گل روے اُو چه کار آید

و درین صنعت در هر بیتے نیم مصراع هم مکرّر کرده اند ، مثاله :

اے جان من ، جانان من ، روے خوشت بستان من
رحمے بکن بر جان من ، بر من شبے مهمان بیا
دارم امید اے نازنین ، تا با تو باشم همنشین
مهرے بکن بگذار کین ، بر من شبے مهمان بیا

مکرّر : مکرّر شعرے را گویند که درو به دو مصراع بیت یک لفظ دو بار بیارند و در بیت دوم سه گان بار بر توالی مکرّر کنند ، مثاله : (۱)

اگر در هر مصراع لفظے بر توالی مکرّر کنند همین صنعت است ، مثاله :

با تو بودن بود صواب صواب
بے رخت زیستن خطا است خطا

و اگر در مصراع آخر هر بیت لفظے بر توالی مکرّر کنند رواست .

مکرّر مسلسل ; و این صنعت چنان باشد که قافیهٔ هر بیت در صدر بیت دوم مکرّر کرده شود ، مثاله :

ستمگرا چه کنی بر من شکسته جفا   جفا رها کن و یکره دلے بنه به وفا
وفا نکو بود از دلبران نیکو روے   تو ماه روے کرم کن یکے به مهر در آ

لفّ و نشر : لفّ و نشر پیچیدن و باز کردن باشد ، و در صنعت شعر آن که در مصراع اوّل چیزے که مبهم گویند تفسیر آن در مصراع دوم کنند ، و یا به یک مصراع هم آن مبهم و هم تفسیرش در آرند ، مثاله :

بردی و نبردی اے پری رو
صبر از دل و اندُه از روانم

---

(۱) سواد نویس مثال تکریر درج نساخته بود - از تکریرات عسجدی مثالش در ذیل فراهم آورده می‌شود :

من قطره قطره آب همی بارم ابر وار   هر روز خیره خیره ازین چشم اشکبار
زان قطره قطره قطرهٔ باران شده خجل   زین خیره خیره خیره دل من به هجر یار

موصَّل: و موصّل پیوسته را گویند ، و در صنعت شعر آن که شاعر بیتے بگوید که حرفے از الفاظ آن در خط فرو نیفتد مثاله :

زلفت صنما نسیم عنبر بخشد
لعل لب تو همیشه شکّر بخشد

و یا هیچ لفظ از الفاظش در نبشتن از هم جدا نشود مثاله (۱)

مقطّع: و مقطّع بریده را گویند ، و در صنعت شعر آن که شاعر بیتے گوید که جمله حروف آن از یک دیگر جدا باشند در خط ، مثاله :

از دوری او در دل دردے دارم
دارم در دل از دوری او دردے

الحذف: و ایں صنعت چناں باشد که دبیر یا شاعر در نثر یا در نظم یک حرف از حروف منقوط بیفگند یا دو یا زیادت یا چناں کند که در آں هیچ حرف نقطه دار نباشد ، گویا جمله حروف منقوط از آں حذف کرده شود ، مثاله :

دلدار که وعدۂ وصالم کم کرد
ما را هوس وصال او در هم کرد

---

(۱) مثالش را سواد نویس در نسخه ننوشته است ۔ یکے مثالے از آں در ذیل فراهم آورده می‌شود ۔

شبمهستبتمیکشستشیشهبپیش   بچنگچنگمغنّیستهمنشستهبپیش

بیت صدر را چوں جدا بنویسند ایں طور بود :—

شب مه است بیت میکش است شیشه بپیش
بچنگ چنگ مغنّی است هم نشسته بپیش

منقوط: و ایں صنعت چناں باشد که دبیر یا شاعر نثرے یا نظمے به طورے تعبیه کند که در آں هیچ حرفے بے نقط نباشد ، مثاله : (۱)

الرَّقطاء: و رقطاء چیزے را گویند که بر آں نقطه هاے سیاه و سپید باشند ، و در صنعت آں که در نثرے یا نظمے الفاظے بیارند که یک حرفش منقوط باشد و دیگرے غیر منقوط ، مثاله :

ناز می کن کِ (۲) ناز می کشمت
من کشم ناز آں کِ (۲) ناز کند

الخَیفاء: خیفاء مادیانے یا گوسپندے را گویند که یک چشم او سیاه و یکے کبود باشد ، و ایں صنعت چناں باشد که نثرے یا نظمے چناں نویسند که جمله حروفِ یک لفظ منقوط و جمله حروفِ یکے غیر منقوط باشند ، مثاله :

ماه ختنے مگر بزینت
دلدار چنیں دگر نبینی

الاعنات: و معنیِ اعنات سخت افگندن در کارے باشد ، و ایں را **لزوم ما لا یلزم** نیز گویند ، و ایں چناں باشد که پیش از حرف **رَوِی** حرفے التزام کرده می آید که واجب نباشد ، مثاله :

تا زنگ زیر آینۂ روے آں صنم
خالی نبود دیدۂ ما یک زماں ز نم

درینجا التزام "ن" در "صنم" و "نم" واجب نبود ۔

---

(۱) سواد نویس مثالش درج ننموده ۔ مثال منقوط ذیلاً نوشته می آید :

بپیش بتے پیش بیں شیخ چشت
بخشتے ز نقش جبینش نبشت

(۲) "کِ" = که ۔

محرّف : و محرّف آں باشد کہ کسے شعرے بگوید و در آں شعر در ہر مصراع و یا در ہر بیت چند حرف بیارد کہ چوں آں حروف را مرکّب کنند نام کسے و یا صفت کسے حاصل آید ، مثالہ :

(۱) اے — — — — — — — — — — —
روے — — — — — — — — — — -

سهل الممتنع : آں باشد کہ کسے شعرے بگوید و در آں ہیچ صنعتے نباشد ، امّا لطافت و سلاست آں بہ غایت دلپذیر آید و شنوندہ را ترکیب لفظ و معنی آں آساں نماید و لیکن مثل آں گفتن نتوانند ، مثالہ :

اے گل باغ لطافت کہ ز گل تازہ تری
فتنۂ اہل دلی ، آفت صاحب نظری

من کہ باشم کہ ترا دل بدہم یا ندہم
تو چنانی کہ دل از دست ملائک ببری

روے زیباے ترا دیدم و دیوانہ شدم
اے پریروے ندانم ملکی یا بشری

شکل خوباں ز پے بردن دل گرچہ بلا است
کس بدیں شکل نباشد تو بلاے دگری

(۱) سواد نویس مثالش ننوشتہ و بدیں ساں گذاشۃ است ۔
مثال محرّف از کلام سعدی شیرازی دریں جا آوردہ می شود :-

ل و ب بر ل و ب بنہادہ باشد تا سحر
م و ی در پیش باشد بستہ باشد د و ر
شاعراں بسیار گفتہ شعرہاے پر نمط
کس نگفتہ شعر ہمچوں س و ع و د و ی

من بہ دیدار تو حیران و ز خود بیخبرم
تو خود آشفتۂ خویشی و ز من بیخبری

یک زمانے ز دل شیفتہ ام دور نۂ
بس کہ در خاطر من ہر نفسے می گذری

سرو بالاے تو یارب چہ بلایے دارد
سبزۂ نیست بر آں آب تو زاں نیز تری (۱)

شور در شہر فگندی کہ سراسر نمکی
عیش من تلخ چہ داری کہ لبالب شکری

گر ببینی بہ غم عشق خود انصاری را
چوں سر زلف خود آشفتہ و درہم نگری

و سخن شیخ الاسلام ملک الکلام متبرّک الانام مقبول الخاص و العام **شیخ سعدی شیرازی** ، قدّس اللہ سرّہ العزیز سهل الممتنع است ۔

و ہر صنعتے کہ دریں قسم بیان کردہ شد ، گفتن آں بر شاعر آسان است کہ شعر مطبوع و مقبول آید و با لطافت و ظرافت نماید ۔ و ایں آوردنی نیست بہ فضل باری تعالےٰ آمدنی است ۔

فصل پنجم در اسامی اشعار و مناسب آں و عروض

قسم اوّل در اسامی اشعار

بداں ، ارشدک اللہ تعالیٰ ، کہ **مَطلِع** جاے بر آمدن آفتاب را

(۱) گماں می شود کہ سواد نویس دریں جا بجاے مصراع ثانیِ ایں بیت سہواً مصراع ثانیِ بیت ما بعد را جفت ساختہ و مصراع آخر ایں بیت و مصراع اوّل بیت ما بعد را حذف کردہ است ۔

گویند و بیت اوّل را از شعر مَطلِع خوانند. و اگر کسے شعرے آغاز کند و چوں چند بیت گفته باشد مطلع دیگر بنا نهد و ابیات دیگر بگوید، آں را **ذو المطلعین** گویند. امّا بهتر آں باشد که سه مطلع کند یا پنج و یا هفت که هرچه ابیات قصائد و مطالع اشعار طاق باشد بداں یمن گیرند. و هرچه مطالع شعر سه یا بیش از آں بود، آں را **ذو المطالع** گویند. و باید که از مطلعِ اوّلِ قصیدهٔ تا **مقطع** آخر آں قصیده هیچ قافیه مکرّر نشود، زیرا که ایں همه یک شعر باشد، و درمیاں بیتے که مصرّع کرده اند از بهر آں است که از صفتے به صفتے دیگر رفتن گزیده و پسندیده نماید و سخن را وسعتے بود.

مقفّا: در شعرے که ردیف نباشد آں را مقفّا گویند. و چوں شعر با دو قافیه شود آں را **ذو قافیتین** گویند و اگر در هر مصراع قافیه آورده باشد آں را **مُصَرَّع** گویند.

خَصی: رباعیے را گویند که مصراع سوم او را قافیه نباشد.

قطعه: شعرے را قطعه گویند که مطلع آں مصرّع نباشد و آں چناں نماید که گوئی از شعر مِطْوَل (۱) بریده اند، چنانچه قانون است.

قصیده: قصیده آهنگ کردن است یعنی گوینده به چیزهایے که مقصود اوست آهنگ کرده.

ترجیع: به معنی باز گردانیدن نغمه و غیر آں باشد، و در شعر آں که شاعر چند بند بگوید چناں که پنج در پنج

---

(۱) مِطْوَل = رَسَن، سرِ مِهار.

و هفت در هفت و یا بیش از آں و در زیر هر بند یک بیت ملائم تتمّهٔ آں بیارد، و آں را عقده خوانند. و **ترجیع** بر هفت نوع است:-

نوع اوّل آں که مقفّا باشد و هر بند به قافیهٔ گفته شود.

نوع دوم آں که بعضے بند مقفّا باشد و بعضے مردَّف **نوع سوّم** آں که مردَّف باشد و هر بند به قافیهٔ و ردیفے باشد. **نوع چهارم** آں که مردَّف باشد و در همه بندها قافیه و یک حرف **روی** آید و ردیف مختلف گردد، و قافیه را از **ایطا** نگه دارد. **نوع پنجم** آں که جمله بندها به یک ردیف باشد و قافیه مختلف گردد. **نوع ششم** آں که مردَّف باشد و چند قافیهٔ که در بندے آمده باشد در جمله بند ها هماں چند قافیه آورده شود و ردیف مختلف گردد. **نوع هفتم** آں که جمله بند هاے ترجیع به یک قافیه و یک ردیف گفته شود. و ایں چنیں **ترجیع** را چوں عقده از میاں دور کنند قصیدهٔ شود **ذو المطالع** امّا **عقده** بر سه نوع است:-

نوع اوّل آں که زیر هر بند هماں بیت مکرّر شود که زیر بند اوّل آمده باشد. و ایں از غایت استادی است زیرا که در ارتباط ایں کارے است. **نوع دوم** آں که زیر هر بند هر بیتے علاحده آورده شود به یک قافیه، یعنی به قافیهٔ که زیر بند نخستیں آمده است، و چوں ایں ابیات را جمع کنند بند دیگر مرتّب شود. **نوع سوم** آں که زیر هر بند بیتے به قافیه و ردیف علاحده آورده شود.

معمّی نابینا کرده را گویند و در شعر آن که نام کسے را پوشیده باز نمایند ، و آن بر چهار نوع است :—

نوع اوّل **مُحَرَّف** : و آن چناں باشد که از هر مصراع و یا از هر بیت یگان و دوگاں حرف بگیرند و آں را جمع کنند ، نامے بر آید - نوع دوم ، **معدود** : و آں چناں باشد که از حساب جمل عددے گرفته چوں جمع کنند نامے خیزد - نوع سوم ، **مبدّل** : و آں چناں باشد که لفظے به عربی بگویند ، و هم به عربی نامے حاصل آید ، یا آں که لفظے به عربی بگویند و چوں به پارسی برند نامے حاصل آید - نوع چهارم ، **مُحْبِل** (۱) و ایں مقبول و مطبوع است - و ایں چناں باشد که بیتے یا رباعیے گفته شود که به نفس خود تمام باشد ، امّا به اشارتے که در آں رفته باشد چوں تامّل کنند ، نامے یا لقبے بیروں آید ، مثاله :

دل را به غم زلف چو شامے بدهم   عقل و خرد و هوش تمامے بدهم
صد جاں اگرم دهید اندر غم او   تا بر سر جاں نهم به نامے بدهم

" تا " را اگر بر " سرِ جان " یعنی " جیم " نهند " تاج " شود -

لُغَز (۲) آں باشد که صفت چیزے بیان کنند و نام آں چیز نگویند و پرسند که آں چیست - و ایں را چیستاں نیز گویند ، مثاله :

---

(۱) مُحْبِل = آبستن گرداننده -

(۲) لُغَز سوراخ موش دشتی را گویند که بغایت پیچدار باشد و بنا بریں نوعے از کلام مبهم را نیز گویند که به زبان پارسی چیستاں خوانند -

(۱) چه جرم تیر نگشت آں میان آب رواں
کشیده پهلوے عالی تست کشاده میاں
ملازه صورت و مه سیرتے سریع السّیر
چو تیر راست رو اما خمیده همچو کماں

رباعی : رباعی دو بیتی را گویند که چهار مصراع دارد و چهارگانی نیز گویند ، و بیتِ مطلق هم گفته اند ، امّا خطا است زیرا که بیت دو مصراع را نام شده است -

سوال و جواب : سوال و جواب آں باشد که در یک بیت یا دو بیت به لفظ گفتم و گفتا یا به طریق دیگر سوال و جواب بیارند ، مثاله :

گفتم شکر است آں لب ، گفتا به ازیں بنگر
گفتم که بده بوسے ، گفتا نتواں دادن

ملمّع آں باشد که یک مصراع پارسی و یکے عربی ، یا یک بیت پارسی و یک عربی یا همیں طور بیش ازاں بیارند - (۲)

کلام جامع : کلام جامع آں باشد که درو از هر نوع چیزے بگویند چنانچه پند ، و حکمت ، و شکایت روزگار و غیر آں در آں باشد -

---

(۱) سواد نویس ایں مثال را بطور صحیح ننوشته و مبهم تر گردانیده است - لهٰذا مثالے دیگر از کلام مؤیّد الملک ابوبکر بن نظام الملک آورده می شود که در نام کنیزک باجمال خود گفته است که " ینال " نام داشت :—

علینا نقش کن بر زر بکن حرفے ازو کمتر
پس آں لامش به آخر بر بگفتم نام آں دلبر

یعنی از " علینا " حرف عین را حذف کرده لام را چوں به آخر ببرند " ینال " می گردد -

(۲) مثلاً : هست کلید در گنج حکیم
بسم الله الرّحمٰن الرّحیم

دعای تابید : تابید جاودانی کردن است و در صنعت شعر آں باشد کہ بگویند تا فلاں چیز در جہاں خواہد بود تو بمانی ، مثالہ :-

تا طویل و بسیط بحر بود　　عمر و ملکش طویل باد و بسیط

ترجمہ آں باشد کہ از زبانے بہ زبان دیگر تربیت سخن کردہ آید - (۱)

حامل موقوف آں باشد کہ بیت اوّل متعلّق بیت دوم بود - (۲)

التفات بہ معنی باز پس نگریستن یا بہ گوشۂ چشم نگریستن است و در صنعت شعر آں کہ از مخاطبہ بہ مغائبہ روند و از مغائبہ بہ مخاطبہ آیند - (۳)

و ایں صنعت را **مماثلہ** ، و **مضارعہ** ، و **مشاکلہ** نیز خوانند -

مقلوب : و ایں صنعت بر دو نوع است ، مقلوب کل و مقلوب بعض -

مقلوب کل : و ایں صنعت چناں باشد کہ دو کلمہ آوردہ شود و چوں یکے را قلب کنند عین دویم شود ، مثالہ :

---

(۱) مثالہ :　ہر آنم ہاتف غیبی ہمی گوید بہ گوش دل
مشو نومید لَاتَیْأَس ، مخور اندوہ لَاتَحْزَن ،

(۲) مثال حامل موقوف ذیلاً درج کردہ می آید ، حافظ شیرازی گوید :-

اے باد اگر بہ گلشن احباب بگذری　　زنہار عرضہ دہ بر جانا پیام ما
گو نام ما ز یاد بعمداً چہ می بری　　خود آید آں کہ یاد نیاری ز نام ما

(۳) مثال التفات را سواد نویس مندرج نساختہ است - مثالے از آں ذیلاً آوردہ می شود :-

ما را جگر بہ تیر فراق تو خستہ شد　　اے صبر بر فراق بتاں نیک جوشنی

اے توز کردہ سینۂ دشمن بہ زخم تیغ
افگندہ سہم تیر تو در جان شیر ریش (۱)

و اگر کسے دریں صنعت یک مصراع و یا یک بیت گوید چناں کہ ہم راست تواں خواند و ہم باز گونہ ، آں را **مقلوب مستوی** گویند مثالہ : (۲)

آواز ترت زاوا آرام دہد ما را

مقلوب مجنَّح : و ایں ہم از قسم مقلوب کل است - اگر کسے در صدر بیت لفظے بیارد و در عجُز مقلوب آں آرد آں را مقلوب مجنّح گویند - و اگر در اوّل و آخر ہر مصراع آرد آں را ہم مجنّح گویند و **مطّرف** نیز خوانند - (۳)

---

(۱) در مصراع اوّل ایں بہت از سواد نویس سہوے واقع شدہ و لیکن مصراع ثانی درست است و شیر و ریش مقلوب یکدیگر اند -

(۲) و مثال دیگر ایں است :　شکّر بترازوے وزارت برکش
و مثال یک بیت سالم ہمچنیں است کہ قوامی می گوید :
رامش مرد گنج باری و قوت　　تو قوی را بجنگ در مشمار
اگر ایں بیت را واژگونہ خوانند ہمیں بیت بر می آید -

(۳) سواد نویس مثال مقلوب مجنّح را ننوشتہ است - و مثالش ہمچنیں است :-

(۱) ابدا بندۂ مطاعم آں را کہ بہ طبع
بنماید ز بدیہت بہ تمامی ادبا
(۲) زاں دو جادو نرگس مخمور با کشّی و ناز
زار و گریاں و غریوانم ہمہ روز دراز

در بیت اوّل ابدا و ادبا و در مصراع اوّل بیت دوم زان و ناز و در مصراع دوم زار و دراز مقلوب مجنّح است -

متنافر آں را گویند کہ چند لفظ را چناں ترکیب کنند کہ آں را رواں نتواں گفت ، مثالہ :

شب شیر شر تو شیر بنوش

مستزاد آں باشد کہ زیر ہر بیت یا رباعی و یا زیر ہر مصراع چیزے مناسب و ملائم زیادت کنند ، مثالہ : رباعی :

ایّام بہار و من جدا از بر یار
چوں بلبل دل شیفتہ می نالم زار پیہم شب و روز
افسوس کہ در حسرت آں لالہ عذار
با شور فراق می رود فصل بہار در گریہ و سوز

و در زیر ہر مصراع ہم گفتہ می شود ، مثالہ : رباعی

تا من بزیم باتو وفا خواہم کرد پےِ ہیچ جفا
غمہاے ترا بہ سینہ جا خواہم کرد از راہ وفا
جز وصل تو آرزو نخواہم کردن اے راحت جاں
مہر ہمہ دلبراں رہا خواہم کرد از بہر ترا

اقتباس : معنی اقتباس روشنائی گرفتن است و در شعر چناں باشد کہ آیۃ کلام اللہ یا مصراع یا بیتے معروف از شاعرے در کلام خود تضمین کنند ، مثالہ :

ہر چہ داری خرچ کن در راہ او
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا

ابداع آں باشد کہ شاعر معنیے نو انگیزد چناں کہ سخن بر اصطلاح عوام نباشد و اشعار اصحاب فضل و ارباب فطنت از معانی غریب و الفاظ متین مرتبط شود - (۱)

حدود قوافی و اصناف آں

(۱) مثال ابداع از کلام رودکی ذیلاً آوردہ می شود ، :-
ہی بکشتی تا آدمی نماند شجاع ہی بدادی تا آدمی نماند فقیر

حدود قوافی پنج است ، **متکاوس** ، **متراکب** ، **متدارک** **متواتر** و **مترادف** -

متکاوس و آں چہار حروف متحرّک و یک ساکن است چناں کہ فَعِلَتُنْ کہ از مستفعلن خیزد و ایں فاصلۂ کبری است - و ایں لفظ مشتق از تکاوس است بہ معنی انبوہی و مزاحمت و بہ سبب کثرت و تزاحم متحرّکات ایں قافیہ را متکاوس می گویند -

متراکب : و آں سہ حروف متحرّک و یک ساکن است و در شعر پارسی از چہار افاعیل بیش نیاید ، چناں کہ فَعِلُنْ ، و مفتعلن ، و مفعول فعل ، و مفاعیل فعل - و معنی متراکب " برہم نشستہ " می باشد - و ایں قسم قافیہ در شعر سبکتر از متکاوس است -

متدارک : و آں دو حروف متحرّک و یک ساکن است و در شعر پارسی بیش از پنج افاعیل در نمی آید ، چناں کہ فاعلن و مستفعلن ، و مفاعِلُنْ ، و فعولن فَعَلْ ، و مفاعیلُ فَعْ - و متدارک از بہر آں خوانند کہ دو متحرّک یکدیگر را در یافتہ و بہم پیوستہ اند -

متواتر : و آں یک متحرّک و یک ساکن است و ایں سبب خفیف است و در اشعار پارسی در یازدہ افاعیل بیش نیفتد ، چناں کہ مفاعیلُنْ ، فاعلاتُنْ ، فعلاتُنْ ، فعولُنْ ، مفعولُنْ ، فَعْ لُنْ ، فاعلاتن فَعْ ، مفاعیلن فَعْ ، مفتعلن فَعْ ، مفعولن فَعْ - و آں را از بہر آں متواتر خوانند کہ متحرّک آں را ساکن بر پے است -

مترادف و آن قافیه ایست که در آخر آن دو ساکن باشد - و در شعر پارسی این قافیه در یازده فعل افتد ' چنان که مفعولان ' فاعلان ' فعلان ' فعولان ' مفاعیل ' فعول ' فاع ' مفاعیلان ' فاعلییان - فعلییان - و از آن این قافیه را مترادف خوانند که سواکن آن بر پے یکدیگر اند یکے ردفِ دیگرے -

التقاے خاطری و این چنان باشد که یک مصراع یا یک بیت بعینه دو شاعر بگویند بے آن که یک دیگر را دیده باشند یا از آن اطّلاعے داشته باشند -

مشاعره : آن باشد که دو کس یکدیگر را شعر گویند -

قسم دوم

در بیان عروض

بدان ' ارشدک اللّٰه تعالیٰ ' که معنی عروض " معروض " است بر حسب فعول به معنی مفعول ' و آن علمے است معروف که میزان کلام منظوم است همچنان که نحو میزان کلام منثور می باشد - و آن را از بهر آن عروض خوانند که معروض علیه شعر استِ ' یعنی شعر را بر آن عرض کنند تا موزون آن را از ناموزون و مستقیم آن را از نامستقیم تمیز کنند -

و بناے اوزان عروض بر "**فا**" و "**عین**" و "**لام**" (فعل) نهاده اند همچنان که بناے اوزان لغتِ عرب با تصریف اوزان لغوی و شعری بر یک نسق باشد ' چنان که لغویان گویند ضَرَبَ بر وزن فَعَلَ است و ضاربٌ بر وزن فاعلٌ و مضروبٌ بر وزن مفعولٌ - و عروضیان پارسی گویند "خدایا" بر وزن فَعُولُنْ است ' و "خداوندا" بر وزن مَفَاعِیْلُنْ ' و " اے خدایم " بروزن فَاعِلَاتُنْ ' و نون تنوین در افاعیل عروضی بنویسند تا مکتوب و ملفوظِ اوزان در حروف یکسان باشد و در فکّ اجزاے بحور از یکدیگر اشتباه نیفتد -

باید دانست که عروضیان جزو آخرین را از مصراع اوّل **عَرُوض** گویند و جزو اوّل را **صدر** خوانند ؛ و جزو اوّل مصراع دوم را **ابتدا** ' و جزو آخرین آن را **ضرب** گویند - و چوب خانه و چوب خیمه را نیز **عروض** گویند - چنان که خیمه را از خیمه چوب چاره نیست شعر را هم از میزان گزیر نیست که بدان قیام می پذیرد -

و اوزان شعر در اصل پانزده بحر است ' **طویل** ، **مدید** ، **بسیط** ، **وافر** ، **کامل** ، **هزج** ، **رجز** ، **رمل** ، **سریع** ، **منسرح** ، **خفیف** ، **مضارع** ، **مقتضب** ، **مجتث** ، **متقارب** - و این پانزده بحور را خلیل ابن احمد بنا نهاده است - بعد ازو ابوالحسن اخفش بحر شانزدهم بر آن زیادت کرده که مسمّٰی به **متدارک** است و این را **بحر محدث** نیز گویند - و بعد ازو **بحر قریب** ، و **جدید** ، و **مشاکل** از محدثات متاخّرین است - بنا بر آن که اگر اجزاے **بحر رمل** (فاعلاتن) را محذوف کنند **بحرمتدارک** (فاعلن) حاصل آید - امّا چون فاعلن یکے از قالبهاے اصل بحور است ' نشاید که مشتق گویند -

و این شانزده بحر را **هشت قالب** است ' از آن شش قالب **سباعی** است (یعنی هفت حرفی) و دو **خماسی** است (پنج حرفی) و **سباعی** این است : مفاعیلن ' فاعلاتن ' مستفعلن ' متفاعلن ' مفاعلتن ' و مفعولات - و **خماسی** این است : فعولن و فاعلن - و این

قالبها را از **اسباب** و **اوتاد** و **فواصل** مرکّب کرده اند - و مدار اوزان عروض برین سه رکن ، **سبب** و **وُتُد** و **فاصله** ، نهاده اند - **سبب** طناب باشد ، و **وُتُد** میخ چوبین ، و **فاصله** جدائی میان دو دامن - و **سبب** را دو نوع است **خفیف** و **ثقیل** - **سبب خفیف** یک متحرّک و یک ساکن است چنان که "لَمْ" و آن را از بهر آن **خفیف** گویند که تلفّظ آن سبک میباشد - و **سبب ثقیل** دو متحرّک متوالی است چنان که تَرَ - و **وتد** نیز بر دو نوع است **مقرون** و **مفروق** - **وتد مقرون** دو متحرّک و یک ساکن است چنان که "اَلَمْ" و مقرون را **مجموع** نیز خوانند - **وتد مفروق** نیز دو متحرّک و یک ساکن است امّا میان دو متحرک یک ساکن می آید چنان که "رَیْبَ" - و **فاصله** نیز بر دو نوع است **صغریٰ** و **کبریٰ** - **فاصلۀ صغریٰ** سه متحرّک و یک ساکن است چنان که ضُرِبَتْ - و **فاصلۀ کبریٰ** چهار متحرّک و یک ساکن است چنان که عَرَضُهُمْ -

و عروضیان علامت حرف متحرّک صفر (۰) نویسند و علامت حرف ساکن الف (ا) و چون یک حرف متحرّک و یک حرف ساکن باشد ، صفر و الف بنویسند (۰ا) و این **سبب خفیف** است و چون هر دو حرف متحرّک باشد دو صفر (۰۰) بنویسند و این **سبب ثقیل** است - و چون دو حرف متحرّک و حرف سوم ساکن باشد دو صفر و یک الف (۰۰ا) بنویسند و این **وتد مقرون** است که آن را **وتد مجموع** نیز خوانند - و چون یک حرف ساکن درمیان دو حرف متحرّک باشد ، درمیان دو صفر یک الف

(۰ا۰) نویسند ، و این وتد مفروق است - و چون سه حرف متحرّک باشد و حرف چهارم ساکن ، سه صفر و یک الف (۰۰۰ا) بنویسند ، و این فاصلۀ صغریٰ است - و چون چهار حرف متحرّک باشد و پنجم ساکن چهار صفر و یک الف (۰۰۰۰ا) بنویسند و این فاصلۀ کبریٰ است -

چون این دانسته شد ، بباید دانست که حرفے که ملفوظ باشد در تقطیع در آید ، و حرفے که ملفوظ نباشد به تقطیع در نیاید ، چنانچه واو "خواب" و "خور" - و این هر دو واو در تلفّظ نیایند پس به تقطیع نیز در نیایند - و آنچه در تقطیع نیاید آن را **عطل** خوانند - و هر نون ساکن که بعد از حرف علّت افتد چنان که "جان" در تقطیع نیاید ، ولے چون آن نون متحرّک بود چنان که "جان من" به تقطیع در آید - اما اگر ماقبل "واو" و "یا" مفتوح باشد به تقطیع در آید - چنان که "عین" "لون" - و عروضیان مدّ و تشدید را بدل حرف گیرند -

و اکثرِ اجزاے شعر در بیتے هشت است ، چنان که در هر بیتے هشت بار مفاعیلن و یا فعولن و غیر آن باشد و زیادت بر این روا نباشد - و اقلّ شعر در بیتے دو جزو است چنان که در بیتے دو بار مستفعلن یا فاعلاتن باشد - و هر بیتے که هشت جزو افتد آن را تام گویند - و اگر شش جزو اصلی افتد آن هم تام باشد - چون از بحر مثمّن یا مسدّس دو جزو نقصان شود آن را **مجزو** گویند و چهار جزو چون نقصان شود آن را

منهوک (۱) گویند . و در بحرهاے شعر **زحف** و **اعتلال** افتد چنان که از مستفعلن ، مفتعلن شود و از فاعلاتن ، فاعلن گردد . و **زِحاف** بسیار است امّا چند **زحف** دریں قسمت ثبت کرده می شود :-

خَرم افگندن حرف اوّل مفاعیلن است تا فاعیلن ماند ، و مفعولن بجایش آرند . و **اَخرم** نامند .

خَبن افگندن حرف دوم است چوں ساکن باشد تا مستفعلن متفعلن شود امّا مفاعلن بجایش آرند و **مخبون** نامند .

طَی افگندن حرف چهارم است چوں ساکن باشد تا مستفعلن مستعلن گردد اما مفتعلن بجایش آرند و **مطوی** گویند .

قَبض افگندن حرف پنجم است چوں ساکن باشد تا مفاعیلن مفاعلن شود و **مقبوض** خوانند .

کَف افگندن حرف هفتم ساکن باشد تا مفاعیلن مفاعیل شود و **مکفوف** نامند .

حَذف افگندن **سبب خفیف** است از آخر جزو تا مفاعیلن مفاعی بماند امّا فعولن بجایش آرند و **محذوف** خوانند .

خَبل اجتماع خَبن و طَی را گویند چنانچه مستفعلن متعلن بماند امّا فعلتن بجایش نهند و **مخبول** گویند .

شَکْل اجتماع خَبْن و کَف است تا فاعلاتن فعلاتُ بماند و **مشکول** گویند .

---

(۱) منهوک = بیمار ، لاغر ، نزار - و از بحر رجز آنچه دو ثلث آں فته و یک ثلث باقیمانده باشد .

خَرب جمع کردن خرم و کَف است تا از مفاعیلن فاعیل بماند امّا مفعول بجایش نهند و **اَخْرب** نامند .

شَتَر جمع کردن **خَرْم** و **قَبْض** باشد تا مفاعیلن به افگندن حرف اول و پنجم فاعلن شود و **اَشْتَر** نامند .

کَسْف افگندن حرف متحرّک است از آخر **وُتُد مفروق** یعنی حرف هفتم مفعولات تا مفعولا بماند و بجایش مفعولن آرند و **مکسوف** گویند .

حَذَذ افگندن وتد مقرون است از آخر رکن تا از مستفعلن مستف و از متفاعلن متفا و از فاعلن فا بماند و فعْلن بجاے مستف ، و فعِلن بجاے متفا ، و فع بجاے فا می‌آرند و **اَحَذّ** خوانند -

قَصْر افگندن حرف ساکن است در سبب خفیف که در آخر رکن باشد و ساکن کردن متحرّک آں سبب تا از فاعلاتن فاعلات بماند و از فعولن فعول و **مقصور** نامند .

قَطْع افگندن یک حرف است از آخر وتد مقرون و ما قبل آں را ساکن کردن تا از مستفعلن مستفعلْ بماند و بجایش مفعولن بیارند ، و از متفاعلن متفاعلْ بماند و بجایش فعلاتن بنهند ، و از فاعلن فاعل بماند و بجایش فعلن آرند و **مقطوع** گویند .

صَلم افگندن **وتد مفروق** است از آخر رکن مفعولات تا مفعو بماند و بجایش فعلن آرند و **اَصْلَم** نامند .

بَتَر مقطوع کردن است بعد از اسقاط **سبب خفیف** تا فعولن فع شود و **اَبْتَر** نامند .

تشعیث افگندن یک حرف است از **وتد مقرون** که در وسط باشد تا فاعلاتن فاعاتن یا فالاتن بماند پس مفعولن بجایش آرند و **مُشَعَّث** خوانند .

ثُلم افگندن حرف اوّل از **فعولن** است تا **عولن** بماند و فعْلن به جایش آرند و **اَثْلَم** نامند.

ثَرَم جمع کردن خرم و قبض است در فعولن تا عولْ بماند و فاع بجایش بیارند و **اَثْرَم** نامند.

غَضب اخرم کردن مفاعلتن است یعنی ساقط کردن حرف اول تا فاعلتن بماند و مفتعلن بجایش آرند و **اَغْضَب** نامند.

قَصَم جمع کردن خرم و غضب است در مفاعلتن یعنی افگندن حرف اوّل و ساکن کردن حرف پنجم تا مفاعلتن فاعلْتن ماند و بجاے آن مفعولن آرند و **اَقْصَم** نامند.

اِضمار ساکن کردن تاے مُتَفاعلن است چنان که مُتْفاعلن ماند و بجایش مستفعلن آرند و **مُضْمَر** گویند.

عَصب ساکن کردن لام مفاعِلَتن است تا مفاعِلْتن شود و مفاعیلن بجایش نهند و **معصوب** خوانند.

نَقص جمع کردن عَصْب و کَف است تا مفاعِلَتن مفاعِلْت شود و بجایش مفاعیل بیارند و **منقوص** نامند.

قَطْف افگندن سبب خفیف و ساکن کردن حرف ما قبل آن تا مفاعِلَتن مفاعِلْ شود ولے بجایش فعولن می آرند و **مقطوف** گویند.

عَقْل قبض کردن است بعد از عَصْب تا مفاعلتن مفاعلن شود و **معقول** خوانند.

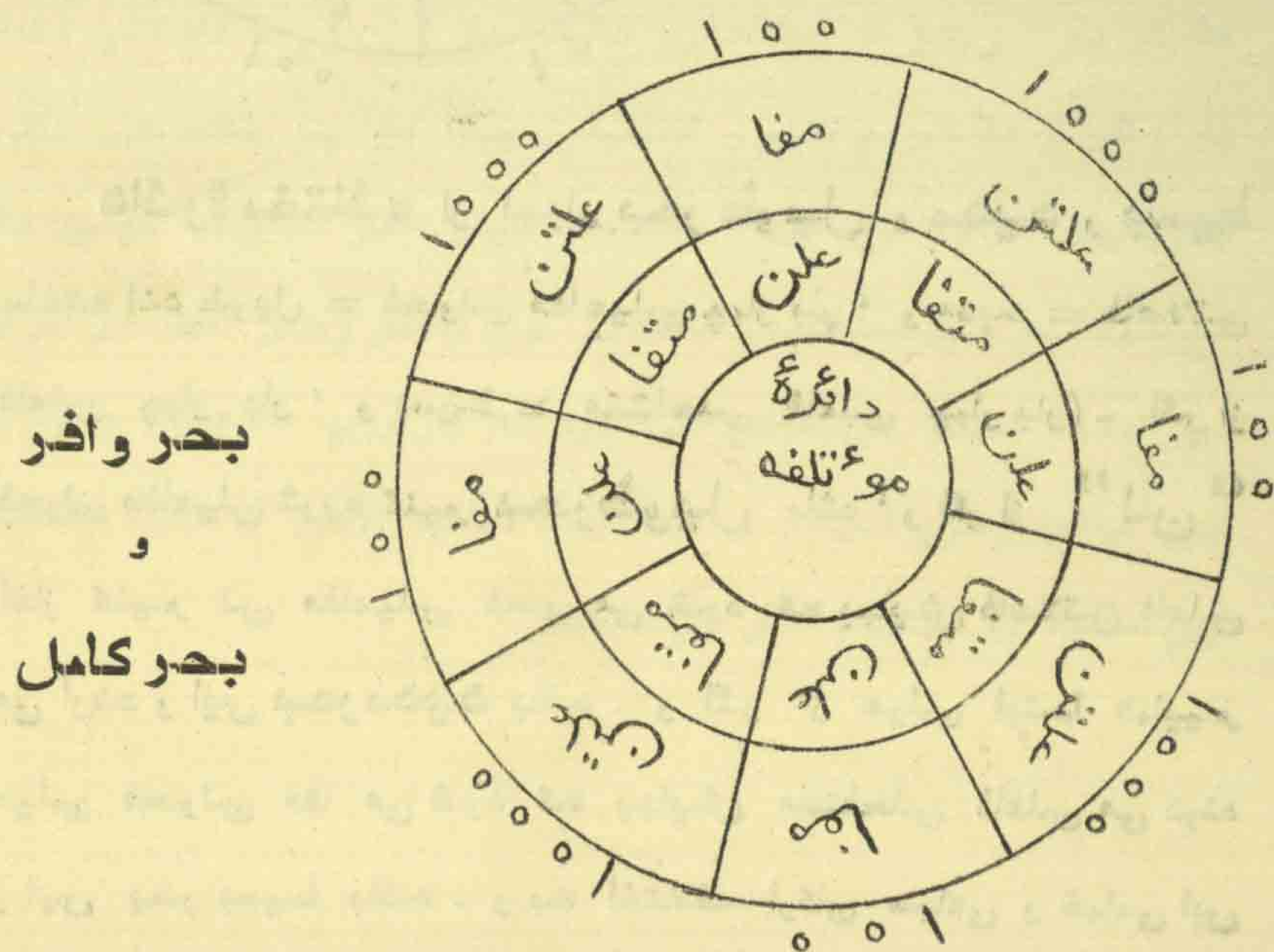
ترفیل زیاده کردن **سبب خفیف** است بر **وتد مقرون** تا متفاعلن متفاعلن‌تن شود ولے بجایش متفاعلاتن بیارند و

مستفعلن، مستفعلن‌تن شود و بجایش مستفعلاتن آرند و **مرفَّل** نامند.

اذالت در وتد مقرون که آخر رکن باشد یک الف زیادة کردن است پیش از ساکن تا متفاعلن متفاعلان، و فاعلن فاعلان و مستفعلن مستفعلان شود و **مذال** گویند.

تسبیغ زیادت کردن یک الف است بر **سبب خفیف** چون آخر باشد تا فعولن فعولان، و فاعلاتن فاعلاتان شود که بجایش فاعلییان آرند، و مفاعیلن مفاعیلان گردد و **مسبَّغ** نامند.

این شانزده بحور را در شش دائره قسمت کرده اند و ضابطه نهاده. و آن شش دائره این است، **مؤتلفه**، **مختلفه**، **مجتلبه**، **متّفقه**، **مشتبهه**، و **منتزعه**.



بحر وافر (مفاعلتن هشت بار) و **بحر کامل** (متفاعلن هشت بار) از یک دائره است. اگر از مفاعلتن آغاز کنیم **بحر وافر**

می شود ـ و اگر از علتن مفا ابتدا نماییم **بحر کامل** می شود که بجایش متفاعلن آرند ـ و این دائره را **موتلفه** از آن گویند که هر دو بحر باهم ایتلاف (۱) و اتّحاد دارند ـ

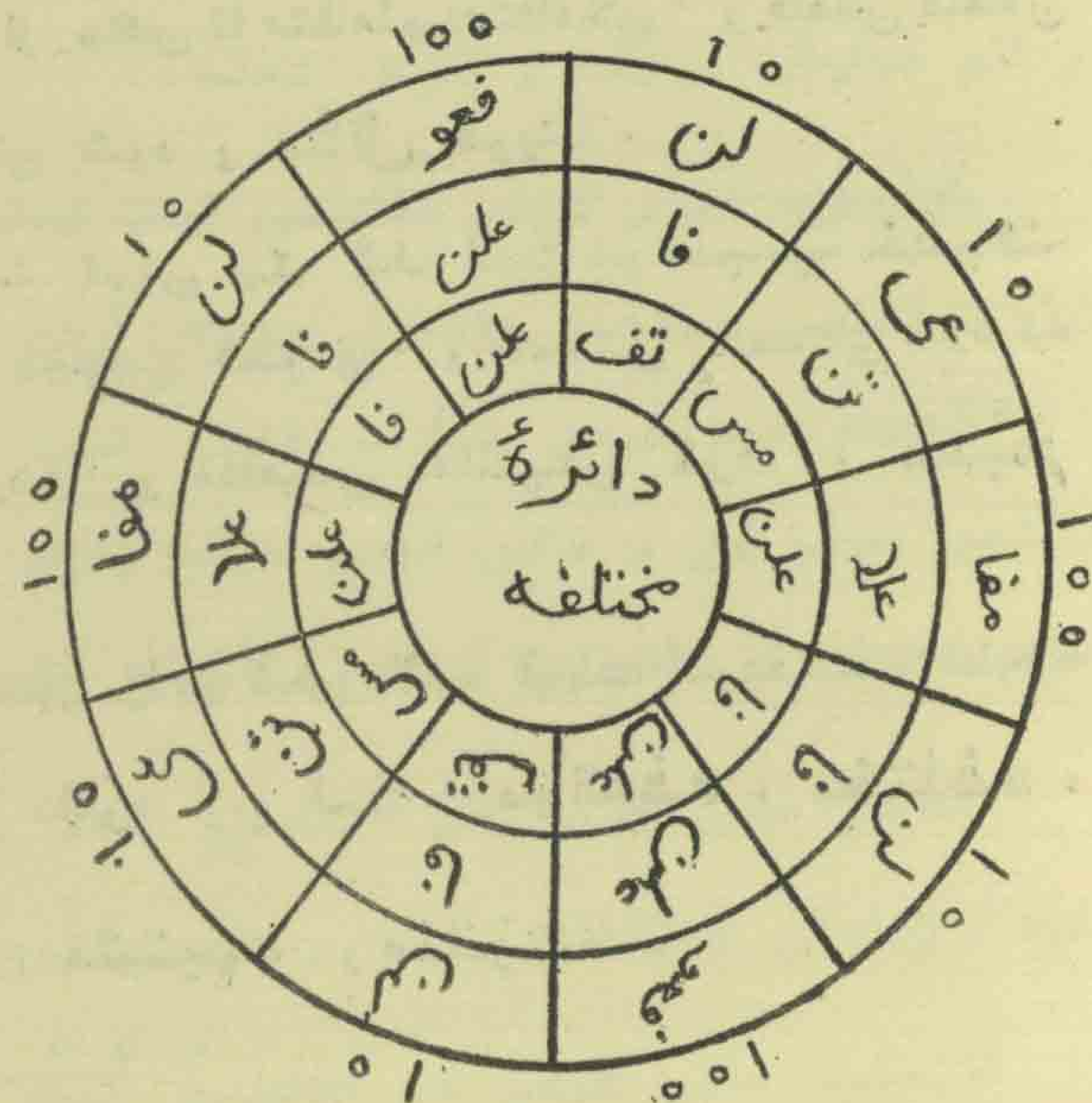
بحر طویل

و

بحر مدید

و

بحر بسیط



دائرهٔ مختلفه از اجزاے **بحر طویل** و **مدید** و **بسیط** ساخته اند طویل = فعولن مفاعیلن چهار بار ، و مدید = فاعلاتن فاعلن چهار بار ، و بسیط = مستفعلن فاعلن چهار بار) ـ اگر از فعولن مفاعیلن شروع کنیم **بحر طویل** باشد ، و اگر از **"لن"** آغاز کنیم لن مفاعیلن فعو می شود که بجایش فاعلاتن فاعلن می آرند و این **بحر مدید** باشد ـ و اگر از عیلن ابتدا نماییم عیلن فعولن مفا می شود که بجایش مستفعلن فاعلن می نهند و این بحر بسیط باشد ـ و به اختلاف ارکان سباعی و خماسی این دائره را مختلفه نام کردند ـ

---

(۱) ایتلاف = باهم دیگر آمیختگی گرفتن ـ

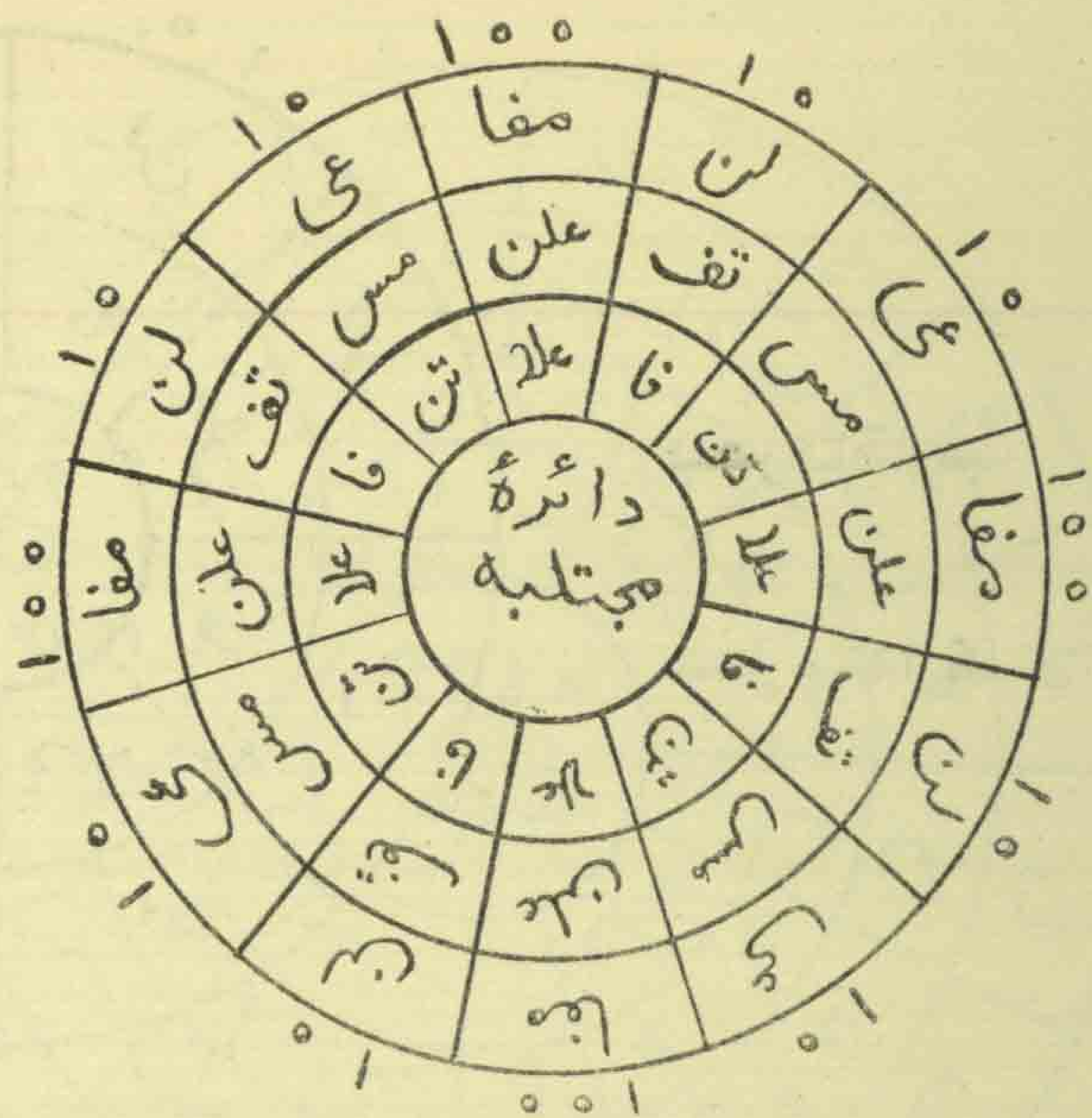
بحر هزج

و

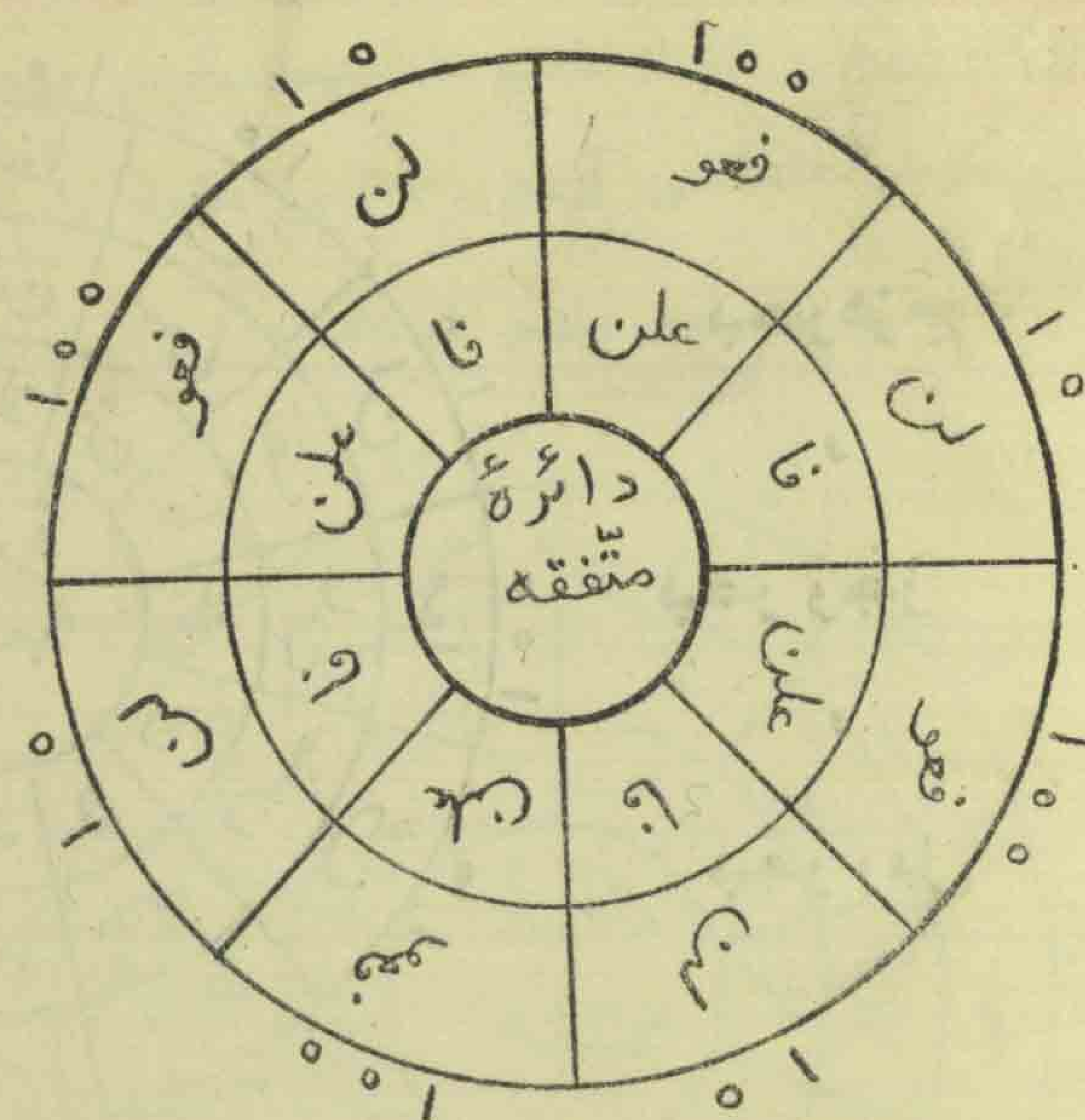
بحر رجز

و

بحر رمل

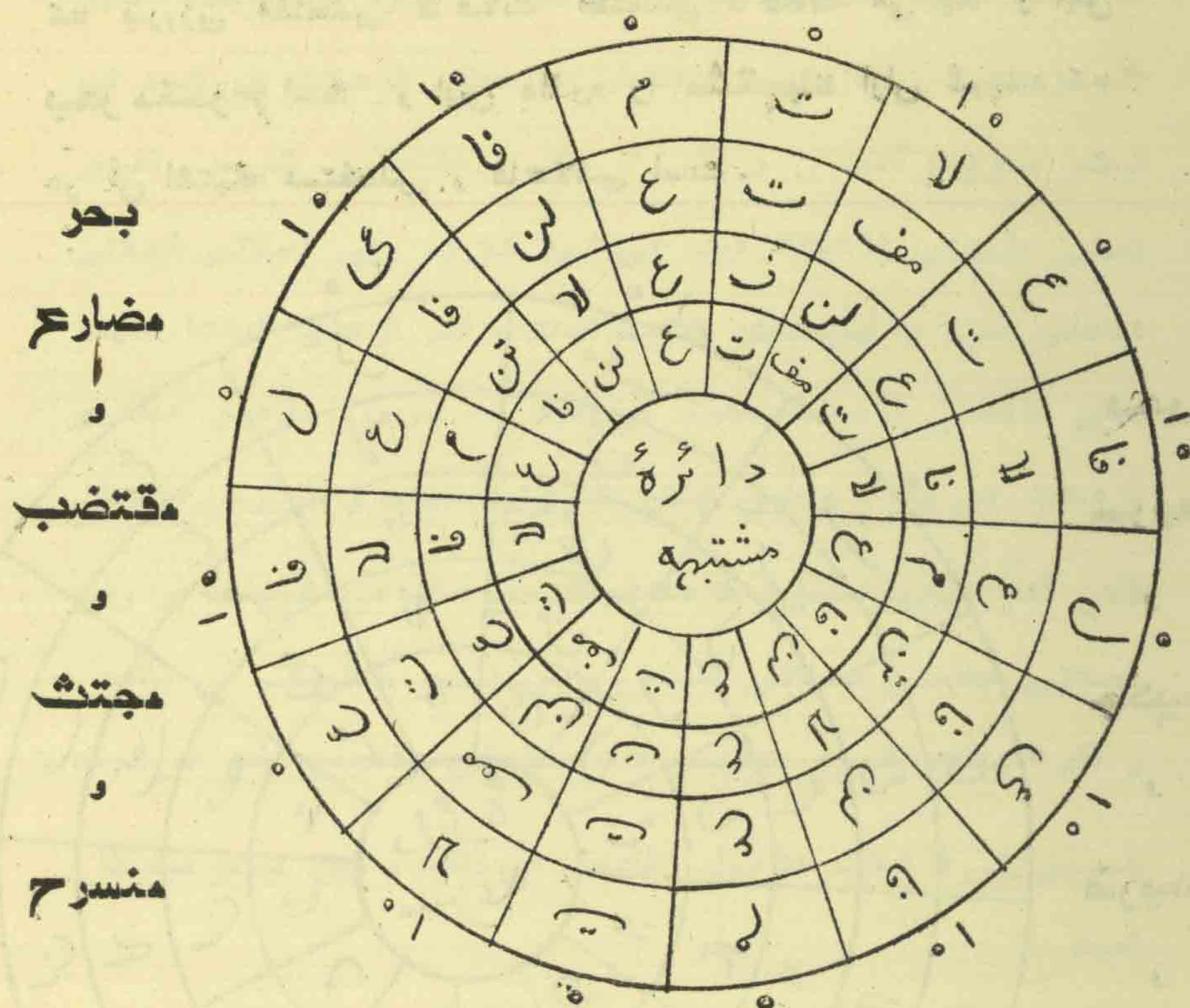


مجتلبه آن که چیزے را از جایے به جاے دیگر کشد ـ **بحر هزج** و **رجز** و **رمل** از اجزاے این دائره است (**هزج** = مفاعیلن هشت بار ، **رجز** = مستفعلن هشت بار ، **رمل** = فاعلاتن هشت بار) اگر از مفا شروع کنیم و مفاعیلن چهار بار بر خانه هاے دائره بنویسیم هزج می شود ـ اگر از عیلن آغاز نماییم عیلن مفا می شود بر وزن مستفعلن باشد و این **بحر رجز** است ـ و اگر از لن ابتدا کنیم لن مفاعی می شود که بر وزن فاعلاتن باشد و این **بحر رمل** است ـ و به سبب جلب ارکان از دائره مختلفه این دائره را مجتلبه نام کرده اند ـ



بحر متقارب
و
بحر متدارک

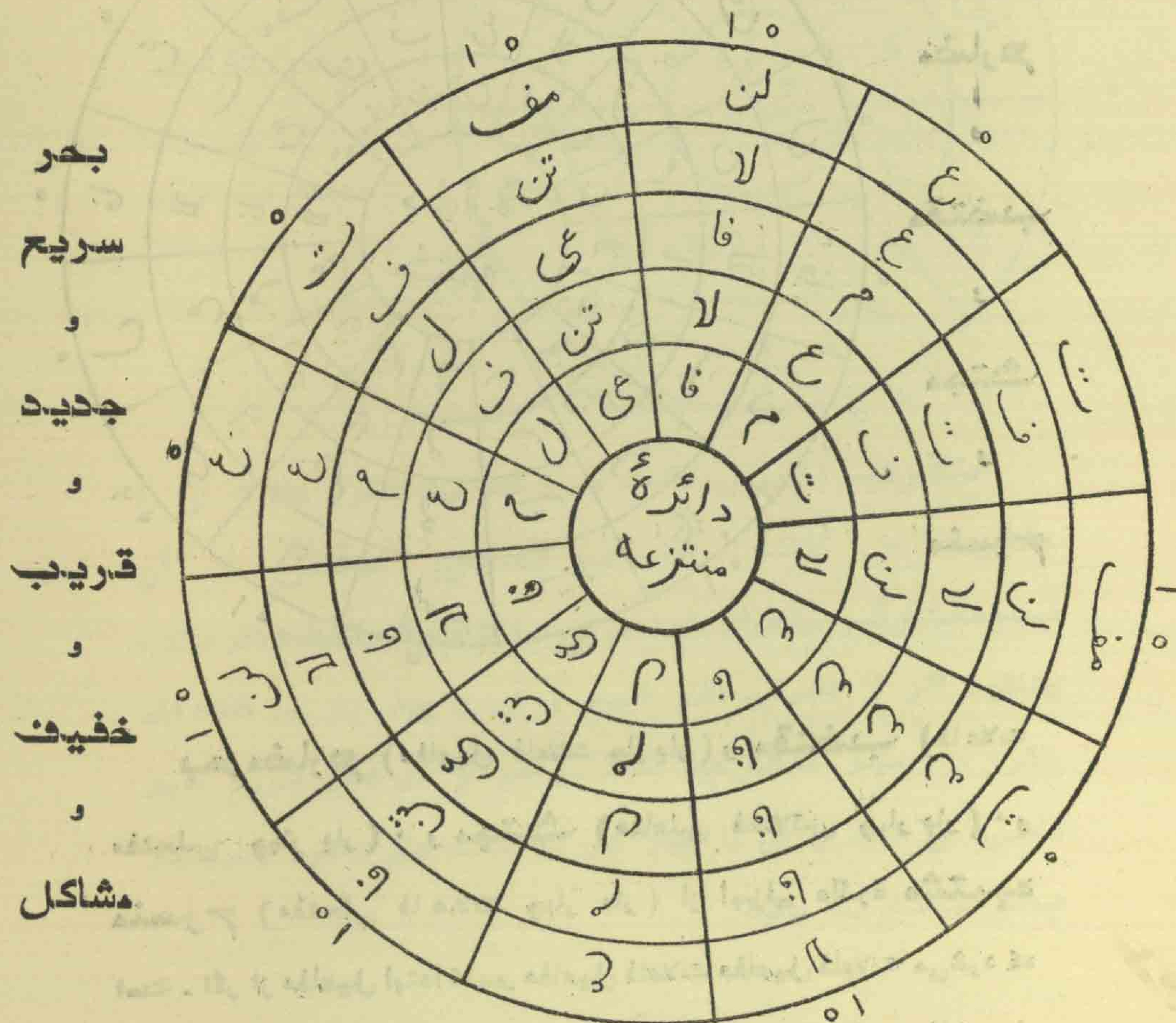
متقارب (فعولن هشت بار) تنها یک دائره داشت آن را **منفرده** می گفتند، امّا **ابو الحسن اخفش** از آن **بحر متدارک** استخراج کرد و آن را **دائرهٔ متّفقه** نام نهاد. چنانچه اگر از فعولن آغاز کنیم و آن را چهار بار بر خانه های دائره بنویسیم **متقارب** است. و اگر از لن فعو شروع کنیم فاعلن می شود و آن را چهار بار بر خانه های دائره بنویسیم **بحر متدارک** باشد.



بحر مضارع
و
مقتضب
و
مجتث
و
منسرح

بحر مضارع (مفاعیل فاعلات چار بار) و **مقتضب** (فاعلات مفتعلن چهار بار)، و **مجتث** (مفاعلن فعلاتن چهار بار)، و **منسرح** (مفتعلن فاعلات چهار بار) از اجزاء دائرهٔ **مشتبهه** است. اگر از مفاعیل ابتدا کنیم مفاعیل فاعلات مفاعیل فاعلات می‌شود که **بحر مضارع** است. و اگر از عیل آغاز کنیم عیل فاعلات مفا، عیل فاعلات مفا می شود که بروزن فاعلات مفتعلن فاعلات مفتعلن می آید؛ و این **بحر مقتضب** است. و اگر از لام مفاعیل شروع کنیم لفا علات مفاعیل فاعلات مفاعی می شود که هم‌وزن مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلاتن است **بحر مجتث** می گردد. و اگر از لات شروع نماییم لات مفاعیل فاعلات مفاعیل فاع می شود

که بروزن مفتعلن فاعلات مفتعلن فاعلات می آید و این بحر منسرح است ـ و این دائره را مشتبهه ازان گویند که در آن اشتباه مستفعلن و فاعلاتن است ـ



منتزعه آن را گویند که از جایے بر کشیده و بر کنده شود ـ **بحر سریع** (مفتعلن مفتعلن فاعلات) و **جدید** (فعلاتن فعلاتن مفاعلن دوبار) ، و **بحر قریب** (مفاعیل مفاعیل فاعلات دو بار) ، و **خفیف** (فعلاتن مفاعلن فعلاتن دوبار) ، و **مشاکل**

(فاعلات مفاعیل مفاعیل دو بار) از اجزاے دائرۂ **منتزعه** است اگر از مفتعلن آغاز کنیم مفتعلن مفتعلن فاعلات می شود که **بحر سریع** است ـ و اگر از تاے مفتعلن شروع کنیم تعلن مفتعلن فاعلات مف می شود که بر وزن فعلاتن فعلاتن مفاعلن است و این **بحر جدید** است و اگر از علن ابتدا کنیم علن مفتعلن فاعلات مفت می شود که بر وزن مفاعیل مفاعیل فاعلات می آید ، و این **بحر قریب** است ـ و اگر از تاے مفتعلنِ ثانی آغاز نماییم تعلن فاعلات مفتعلن مف می شود که بر وزن فعلاتن مفاعلن فعلاتن است و این **بحر خفیف** می باشد ـ و اگر از لات شروع نماییم لات مفتعلن مفتعلن فاع می گردد که بر وزن فاعلات مفاعیل مفاعیل می باشد و این **بحر مشاکل** است ـ

درینجا بحور هر دائره و چندے از ازاحیف و منشعبات هر بحر را با امثله بیان می کنیم :

بحر وافر : بسبب وفور و کثرت حرکات این بحر را وافر نام نهاده اند ـ **بحر وافر مثمّن سالم** ، مفاعلتن هشت بار ، مثاله (۱)

بحر کامل مثمّن سالم ، متفاعلن هشت بار ، مثاله :- (۱)

بحر کامل مثمّن مضمر ، متفاعلن مستفعلن چهار بار ، مثاله :(۱)

در بحر کامل اگر سالم مقابل مضمر آید یا بالعکس آید جائز است در یک بیت ، مثاله :

(۱) مثال بحر وافر مثمّن سالم سواد نویس درج نکرده است و

بلغ العلیٰ بکماله کشف الدّجیٰ بجماله
متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن
حسنت جمیع خصاله صلّوا علیه و آله
متفاعلن متفاعلن مستفعلن متفاعلن

مثالے از بحر وافر مربّع سالم و بحر کامل مثمن سالم و بحر کامل مثمّن مضمر نیز هم ننوشته. مثالے هر یک ازیں ذیلاً آورده می شود :-

مثال بحر وافر مثمّن سالم از سیفی :-

چه شد صنما که سوے کسے بچشم وفا نمی نگری
مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن
ز رسم جفا نمی گذری طریق وفا نمی سپری
مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن

مثال بحر وافر مربّع سالم از نصیرالدّین طوسی :-

بدی چه کنی بجاے کسے
مفاعلتن مفاعلتن
که او نکند بجاے تو بد
مفاعلتن مفاعلتن

مثال بحر کامل مثمّن سالم از جمال الدّین حسین :-

به صنوبر قد دلکشے اگر اے صبا گذرے کنی
فتفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن
بهواے جا نِ حزینِ من دل خسته را خبرے کنی
متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن

مثال بحر کامل مثمّن مضمر :-

صنما خیا لت را چه شد که بما ندا رد التفتے
متفاعلن مستفعلن متفاعلن مستفعلن
خجلم ز دا غت کز وفا بسرم گذا رد منّتے
متفاعلن مستفعلن متفاعلن مستفعلن

رکن صلّوا دریں جا بر وزن مستفعلن بجاے متفاعلن آورده شده است و ایں جائز است -

بحر کامل مسدّس ، متفاعلن شش بار ، مثاله : (۱)

بحر طویل سالم فعولن مفاعیلن ، چهار بار ، مثاله : (۱)

بحر طویل مقبوض ضرب و عروض ، فعولن مفاعیلن فعولن مفاعلن دوبار ، مثاله : (۱)

بحر مدید سالم ، فاعلاتن فاعلن چهار بار ، مثاله : (۱)

---

(۱) مثال بحر کامل مسدّس و بحر طویل سالم و بحر طویل مقبوض ضرب و عروض و بحر مدید سالم از قلم سواد نویس افتاده است. مثالے هر یک ازیں ذیلاً آورده می شود :-

مثال بحر کامل مسدّس :-

نکنم به یا رِ کساں طمع که خطا بود
متفاعلن متفاعلن متفاعلن
نه روا بود که چنیں کنم نه روا بود
متفاعلن متفاعلن متفاعلن

مثال بحر طویل سالم :-

چه گویم نگارینا که با من چها کردی
فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن
قرارم ز دل بردی ز صبرم جدا کردی
فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن

مثال بحر طویل مقبوض ضرب و عروض :-

بدیں عا شقی هر کو دهد پند مر مرا
فعولن مفاعیلن فعولن مفاعلن
همی گو ے بر گنبد فشاند به ابلهی
فعولن مفاعیلن فعولن مفاعلن

مثال بحر مدید سالم :-

دل ز هجرت اے صنم خونِ خود را می خورد
فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن
جاں به دستت اے پسر جامهٔ تن می درد
فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن

بحر مدید مسدّس ، فاعلاتن فاعلن فاعلاتن دوبار ، مثالہ : (۱)

بحر بسیط سالم ، مستفعلن فاعلن چہار بار ، مثالہ : (۱)

بحر بسیط مخبون ، مستفعلن فعلن چہار بار ، مثالہ : (۱)

بحر ہزج سالم ، مفاعیلن ہشت بار ، مثالہ :

مشو خامو ش انصاری اگر در جستن یاری
مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
فغان بلبلاں می کن کہ عشق بوستاں داری
مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

بحر ہزج اخرب ، مفعول مفاعیلن چہار بار ، مثالہ : (۱)

غوغا مکن انصاری گر شیفتۂ یاری
مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن
آں بہ کہ نہاں‌داری اسرار ز بیگانہ
مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن

---

(۱) مثال بحر مدید مسدّس و بحر بسیط سالم و بحر بسیط مخبون از قلم سواد نویس افتادہ و درج نشدہ است - مثالے ہر یک ازیں در ذیل آوردہ می شود :—

مثال بحر مدید مسدّس :—

غالیہ زلفے سمن عارضینے سرو بالایے و زنجیر مویے
فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن

مثال بحر بسیط سالم از جامی :-

چوں خار و خس روز و شب افتادہ ام در رہت
مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن
باشد کہ بر حال من افتد نظر داگہت
مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن

مثال بحر بسیط مخبون :-

روزم سیاہ چرا گر تو سیاہ خطی اشکم عقیق چرا گر تو عقیق لبی
مستفعلن فعِلن مستفعلن فعِلن مستفعلن فعِلن مستفعلن فعِلن

بحر ہزج اخرب مکفوف مقصور ، مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ مفاعیل دوبار ، مثالہ :

اے یار جفا جوے جفا پیشہ جفا کار
مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل
یکروز کرم کن دل خود سوے وفا دار
مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل

بحر ہزج عروض اخرب محذوف ، مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعولن دو بار ، مثالہ:

انصاری اگر در طلب روز وصالی
مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن
غفلت ز چہ ورزیدی و شب از چہ غنودی
مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

بحر ہزج مسدّس عروض و ضرب محذوف ، مفاعیلن مفاعیلن فعولن دو بار مثالہ :

نخواہی برد جاں انصا ری از وے
مفاعیلن مفاعیلن فعولن
ہنوز اے صید مسکیں در کمندی
مفاعیلن مفاعیلن فعولن

بحر ہزج مسدّس مقبوض اخرب : مفعولُ مفاعلن مفاعیلن دوبارہ مثالہ ،

تا روے تو اے نگا ر می بینم
مفعول مفاعلن مفاعیلن
دل را ز غمت فگا ر می بینم
مفعول مفاعلن مفاعیلن

بحر ہزج مسدّس اخرب مقبوض محذوف ، مفعولُ مفاعلن فعولن دو بار مثالہ :

اے ماہ چو عارضِ تو در خط
مفعول مفاعلن فعولن
لعلِ تو کشیدہ بر شکر خط
مفعول مفاعلن فعولن

بحر ہزج مسدّس سالم ، مفاعیلن شش بار ، مثالہ : (۱)

---

(۱) مثال بحر ہزج مسدس سالم را سواد نویس درج نساختہ است مثالے ازاں در ذیل آوردہ می شود :-

چو دید آں لو لوے لعلِ تو لا بر لا بہ لالائی در آمد لو لوے لالا
مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

(۱) بحرهزج مسدّس مقصور ، مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل دو بار ، مثاله :

بحر هزج مسدّس اخرب مقبوض مکفوف ، مفعولُ مفاعلن مفاعیل . باید دانست که بجاے مفاعیل آوردنِ فعولن هم درست است ، مثاله : (۱)

باید دانست که عروضیان عجم اوزان رباعی را که آن را دو بیتی و ترانه هم گویند از بحر هزج استخراج کرده اند و آن را بیست چهار وزن قرار داده در دو شجره تقسیم نموده اند ، شجرهٔ اخرب و شجرهٔ اخرم . رکن اوّل شجرهٔ اخرب مفعول باشد و رکن اول شجرهٔ اخرم مفعولن بود - و هر یک ازین دو شجره دوازده وزن دارد که جمله بیست و چهار وزن می شود - و این همه اوزان از زحافات مفاعیلن پدید آید که خرب ، خرم ، قبض ، کف ، هتم ، جبّ ، شتر ، بتر و زلل است . رکن مفاعیلن را چون اخرب کنند مفعولُ شود ، و چون اخرم کنند مفعولن گردد ، و چون مقبوض کنند مفاعلن

(۱) مثال بحر هزج مسدّس مقصور و بحر هزج مسدّس اخرب مقبوض مکفوف را سواد نویس فرو گذار کرده است . مثالے از این هر دو در ذیل می آید :-

مثال بحر هزج مسدّس مقصور از نظامی گنجوی :-

اگر گوید نهم رخ بر رخ ماه — بگو با رخ برابر کے شود شاه
مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل — مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل

مثال بحر هزج مسدّس اخرب مقبوض مکفوف از اوحدی کرمانی :-

بے میوه درخت را ز ریشه — بُرّند به ارّه و به تیشه
مفعولُ مفاعلن فعولن — مفعولُ مفاعلن فعولن
شکرانهٔ بازوے توانا — بگرفتن دستِ نا توانست
مفعول مفاعلن فعولن — مفعول مفاعلن مفاعیل

گردد ، و چون مکفوف نمایند مفاعیلُ شود ، و چون اهتم سازند فعولُ شود ، و چون مجبوب کنند فعلْ گردد ، و چون جبّ را با خرم جمع کنند فع گردد و آن را ابتر گویند ، و چون هتم را با خرم جمع کنند فاع شود که آن را زلل خوانند و چون اشتر کنند فاعلن گردد . اوزان شجرهٔ اخرب و شجرهٔ اخرم این است :

اوزان شجرهٔ اخرب	اوزان شجرهٔ اخرم
(۱) مفعولُ مفاعلن مفاعیلن فاع	(۱) مفعولن مفعولن مفعولُ فعولْ
(۲) مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلن فاع	(۲) مفعولن مفعولُ مفاعیلُ فعولن
(۳) مفعولُ مفاعلن مفاعیلُ فَعَلْ	(۳) مفعولن مفعولن مفعولُ فَعَلْ
(۴) مفعولُ مفاعیلن مفعولن فاع	(۴) مفعولن فاعلن مفاعیلُ فَعَلْ
(۵) مفعولُ مفاعلن مفاعیلن فع	(۵) مفعولن مفعولن مفعولن فاع
(۶) مفعولُ مفاعیل مفاعیلن فع	(۶) مفعولن مفعولُ مفاعیلن فع
(۷) مفعولُ مفاعیلن مفعولُ فعولْ	(۷) مفعولن مفعولُ مفاعیلُ فَعَلْ
(۸) مفعولُ مفاعیلن مفعولن فع	(۸) مفعولن فاعلن مفاعیلن فع
(۹) مفعولُ مفاعیلن مفعولُ فَعَلْ	(۹) فعولن مفعولن مفعولن فع
(۱۰) مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعولْ	(۱۰) مفعولن مفعولُ مفاعیلن فع
(۱۱) مفعولُ مفاعلن مفاعیلُ فعولْ	(۱۱) مفعولن فاعلن مفاعیلُ فَعَلْ
(۱۲) مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فَعَلْ	(۱۲) مفعولن فاعلن مفاعیلُ فع

و جمع کردن چهار وزن ازیں بیست و چار اوزان در یک رباعی جائز قرار داده اند - چنانچه نمونه را بر دو بیت از گفتهٔ خویش اکتفا می نمایم تا به اطالت نکشد - و دو وزن دریں بیت است مثاله :-

دل در هوسِ عشق گرفتار خوشست
مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعولْ
وان ناز و کرشمه کردنِ یار خوشست
مفعولُ مفاعلن مفاعیلُ فعولْ

و دریں بیت هم دو وزن است مثاله :-

گفتم یا رم شوی کنی دلداری
مفعولن فاعلن مفاعیلن فع
از تو نا ید هرگز یاری کردن
مفعولن مفعولن مفعولن فع

بحر رجز :- معنی رجز اضطراب و سرعت می باشد - و اهل عرب را عادت است که در وقت جنگ در بحر رجز شعر می خوانند که اضطراب و سرعتِ آں بحر به جنگ مناسبتے عظیم دارد -

بحر رجز مثمّن سالم : (مستفعلن هشت بار) مثاله :—

انصاریِ بیخود شدست آشفتهٔ دیدار او
مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن
دیوانهٔ رویش همو واله همو شیدا همو
مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن

بحر رجز مثمّن مخبون : مفاعلن هشت بار ، مثاله :

نگار من به کار من نمی کند عنایتے
مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن

ز حال من نمی برد کسے برو حکایتے
مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن

بحر رجز مثمّن مَطوِی : مفتعلن هشت بار ، مثاله :

بے تو مرا یک نفسے صبرنبا شد مه من
مفتعلن مفتعلن مفتعلن مفتعلن
در غمِ رو یت به کسے صبر نبا شد مه من
مفتعلن مفتعلن مفتعلن مفتعلن

بحر رجز مثمّن مخبون مَطوِی : مفاعلن مفتعلن چهار بار ، مثاله :

اگر مرا در غم تو قرار با شد نفسے
مفاعلن مفتعلن مفاعلن مفتعلن
چنیں نگر دد دل من خرابِ محنت و غم
مفاعلن مفتعلن مفاعلن مفتعلن

بحر رجز مثمّن مطوی و مخبون : مفتعلن مفاعلن چهار بار ، مثاله :

بارگهِ سرائے من بیتو فروغ کے دهد
مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن
شمع توئی به مجلسم ماه توئی به منزلم
مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن

بحر رجز مسدّس سالم ، مستفعلن شش بار ، مثاله :

اے در غمِ عشقت مرا دل سوخته
مستفعلن مستفعلن مستفعلن
هجرت بجا نم آتشے افروخته
مستفعلن مستفعلن مستفعلن

بحر رجز مسدّس مَطوِی و مخبون و عروض و ضربش مقطوع ، مفتعلن مفاعلن مفعولن دوبار ، مثالہ :

گل بچمن   بروے تو   کم باشد
مفتعلن   مفاعلن   مفعولن

بیتو مرا   زمان زمان   غم باشد
مفتعلن   مفاعلن   مفعولن

بحر رمل مثمّن سالم ، فاعلاتن هشت بار ، مثالہ :

اے ز عشقت   در دل من   هر زمانے   بیقراری
فاعلاتن   فاعلاتن   فاعلاتن   فاعلاتن

از تکبّر   ماہ رویا   یاد من هر   گز نیاری
فاعلاتن   فاعلاتن   فاعلاتن   فاعلاتن

بحر رمل مثمّن و عروض و ضربش محذوف ،

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن دوبار ، مثالہ :

من ذکو دا   نم چو انصا   ری طریقِ   عشق را
فاعلاتن   فاعلاتن   فاعلاتن   فاعلن

ور کسے در   عاشقی پندم   دهد نا   داں بود
فاعلاتن   فاعلاتن فاعلاتن   فاعلن

بحر رمل مثمّن مخبون ، فَعِلاتن هشت بار ، مثالہ :

چہ نگاری   تو ندانم   کہ چنیں روح فزائی
فعلاتن   فعلاتن   فعلاتن فعلاتن

نتواں کر   د تصوّر   کہ تو در وصف درائی
فعلاتن   فعلاتن   فعلاتن فعلاتن

بحر رمل مثمّن مخبون و عروض و ضربش مشکول:

فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعِلات دوبار ، مثالہ :

همہ را عیش خوش و من   ز فراقت   بہ عذاب
فعلاتن فعلاتن   فعلاتن   فعلات

(۱) عالم آباد و مرا دل   ز هواے   تو خراب
فاعلاتن فعلاتن   فعلاتن   فعلات

بحر رمل مثمّن مشکول ، فَعِلاتُ فاعلاتن چهار بار ، مثالہ

سرِ آں دو   چشم گردم   کہ گہ کرشمہ کردن
فعلات   فاعلاتن   فعلات فاعلاتن

بکشد هزار بیدل   ببرد هزار جاں را
فعلات فاعلاتن   فعلات فاعلاتن

بحر رمل مثمّن و مشکول و عروض و ضربش محذوف ، فَعِلاتُ فاعلاتن فَعِلاتُ فاعلن دوبار ، مثالہ :

صنما بیا کہ بیتو   دل من خراب شد
فعلات فاعلاتن   فعلات فاعلن

بہ هواے تو جگر هم   مہ من کباب شد
فعلات فاعلاتن   فعلات فاعلن

بحر رمل مثمّن مخبون مشعّث ، فَعِلاتن فَعِلاتن فَعِلاتن مفعولن دوبار ، مثالہ : (۲)

---

(۱) دریں مصراع فاعلاتن (عالم آبا) بجاے فعلاتن آمدہ است و هم درست است -

(۲) مثال بحر رمل مثمّن مخبون مشعّث سواد نویس درج نساختہ است - مثالے ازاں از کلام نصیر الدّین طوسی در ذیل آوردہ می شود :—

چہ کنم هر   چہ کنم با   تو نمی دا   رد سودم
فعلاتن   فعلاتن   فعلاتن   مفعولن

بجز آں حیلہ ندانم   کہ ز عشقت   بگریزم
فعلاتن فعلاتن   فعلاتن   مفعولن

بحر رمل مثمّن صدر و ابتدا مخبون و حشو بعضے سالم و بعضے مخبون و عروض و ضرب سالم ، فعِلاتن

فاعلاتن فعِلاتن فاعلاتن - فعِلاتن فعلاتن فعِلاتن فاعلاتن ، یک بار ، مثاله : (۱)

رمل مثمّن صدر و ابتدا سالم و حشوها مخبون و عروض و ضرب مخبون و محذوف

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن دوبار ، مثاله : (۲)

---

(۱) مثالش از قلم سواد نویس افتاده و درج نشده است مثالے از کلام سعدی ذیلاً آورده می شود :—

نه بر اشتر من سوارم نه چو اشتر زیر بارم
فعلاتن فاعلاتن فعلاتن فاعلاتن

نه خداوندِ رعیّت نه غلامِ شهریارم
فعلاتن فعلاتن فعلاتن فاعلاتن

غمِ موجو د و پریشا نیِ معدو م ندارم
فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن

نفسے می ز نم آسو ده و عمرے می گذارم
فعلاتن فعلاتن فعلاتن فاعلاتن

(۲) مثالش در نسخه مرقوم نیست مثالے ازاں از کلام میر نجات ذیلاً آورده می شود :—

باز دل بر د زمن پُر فنے با ند بیرے
فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

شیر اندا م بتے نو چهٔ کُشتی گیرے
فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

رمل مسدّس سالم ، فاعلاتن شش بار ، مثاله :

ماه رویا در هوایت بیقرارم
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

می کشد هجراں به عشقت زار زارم
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

رمل مسدّس و عروض و ضربش محذوف ، فاعلاتن

فاعلاتن فاعلن دوبار ، مثاله :

می ندانستم که افتم در غمت
فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

خود ندانند تا نیفتند آدمی
فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

رمل مسدّس مخبون و عروض و ضربش محذوف ،

فعِلاتن فعِلاتن فعِلن دوبار ، مثاله :

صنما بے تو بجاں آ مده ام
فعلاتن فعلاتن فعلن

(۱) روے زیبا ےِ تو دیدن هوس است
فاعلاتن فعلاتن فعلات

رمل مسدّس مخبون مقصور ، فاعلاتن فعِلاتن فعلات

دوبار ، مثاله (۲)

---

(۱) دریں مصراع فاعلاتن فعلاتن فعلات آمده است و هم جائز است .

(۲) مثالش سواد نویس ننوشته است . مثالے از آں از کلام سعدی در ذیل نگاشته می شود :—

نیک باشی و بدت گو ید خلق بِه که بد با شی و نیکت گویند
فاعلاتن فعلاتن فعلات فاعلاتن فعلاتن فعلات

رمل مسدّس مخبون و عروض و ضربش محذوف و مشعّث ، فعلاتن فعلن مفعولن دوبار ، مثاله :

ماه رویا جگرم خون کردی
فاعلاتن فعلن مفعولن

دل من وا له و مفتون کردی
فعلاتن فعلن مفعولن

درین مثال اوّلِ جزوِ مصراعِ اوّل مخبون نشده است - و در وزن اگر جزو اوّل مصراع را مخبون نکنند رواست ، امّا در رمل " مشکول " روا نباشد -

بحر متقارب مثمّن سالم ، فعولن هشت بار ، مثاله :

نگارا ز جورِ فراقت بجانم
فعولن فعولن فعولن فعولن

چه تدبیر سازم بمشقت ندانم
فعولن فعولن فعولن فعولن

این را از آن متقارب خوانند که اوتاد به اسبابِ او باهم قریب باشند -

بحر متقارب مثمّن عروض و ضربش مقبوض ،

فعولن فعولن فعولن فعولْ دو بار مثاله :

بیا سا قی آن جا مِ گلگون بیار
فعولن فعولن فعولن فعول

که گل با ز دادست در مرغزار
فعولن فعولن فعولن فعول

و در این وزن فعولن بجاے مقبوض یا مقصور "محذوف" می آید ، چنانچه در یک بیت مصراعے بروزن فعولن فعولن فعولن فعول و مصراع دیگر بروزن فعولن فعولن فعولن فعو (یا فَعَل) آوردن هم رواست ، مثاله (۱)

بحر متقارب مثمّن اثلم ، فعْلن فعولن چهار بار ، مثاله : (۲)

بحر متقارب مثمّن مقبوض اثلم ، فعولُ فعْلن چهار بار ، مثاله : (۳)

---

(۱) سواد نویس مثالش را وا گذاشته است - در ذیل از کلام مسعود سعد سلمان نوشته می شود :-

اگر مملکت را زبان با شدے ثنا گوے شاه جهان با شدے
فعولن فعولن فعولن فعو فعولن فعولن فعولن فعو
ز صد دا ستان کان ثنائے تراست همانا که یک دا ستان با شدے
فعولن فعولن فعولن فعول فعولن فعولن فعولن فعو

(۲) مثالش در نسخه مرقوم نیست و از کلام حافظ شیراز در ذیل نوشته می شود :-

من رند و عاشق و انگاه توبه استغفرالله استغفرالله
فعلن فعولن فعلن فعولن فعلن فعولن فعلن فعولن

(۳) مثالش در نسخه نیامده و در ذیل آورده می شود :-

گرم بخوانی ورم برانی دلِ حزین را بجاے جائی
فعو ل فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

بحر متقارب مثمّن اثرم مقصور، فاع فعولن فاع فعول دوبار، مثاله: (۱)

بحر متقارب مسدّس سالم، فعولن شش بار، مثاله: (۲)

بعضے شعرا متقارب اثلم را بر شانزده رکن کشیده اند، فعول فعلن هشت بار، مثاله: (۳)

بعضے عروضیاں ایں را به بحور دیگر متعلّق ساخته مفاعلاتن هشت بار، بجاے فعول فعلن می آرند۔

بحر متدارک: ایں را **بحر محدَث** نیز گویند که نو دریافته شده است۔

---

(۱) مثالش در نسخه مذکور نیست و بدیں طور می باشد (از جامی):-

اے شبِ زلفت غالیه ساے وے مه رویت غالیه پوش
فاع فعولن فاع فعول فاع فعولن فاع فعولن

(۲) مثالش در نسخه رقم نشده و بدیں طور است (از سیفی):-

ز دردِ جدائی چنانم که از زندگانی بجانم
فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن فعولن

(۳) مثالش در نسخه مندرج نیست۔ مثالے از کلام عصمت بخاری در ذیل آورده می شود:-

زهے دو چشمت بخونِ مردم کشاده تیر و کشیده خنجر
فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن
رخے چو ماهت صباحِ دولت خط سیاهت شب معنبر
فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن

بحر متدارک مثمّن سالم، فاعلن هشت بار، مثاله:

ماه من در فرا قت بجاں آمدم
فاعلن فاعلن فا علن فاعلن
در هوا یت چوجاں برمیاں آمدم
فاعلن فا علن فا علن فاعلن

بحر متدارک مثمّن مخبون، فعِلن هشت بار، مثاله:

بت دلبر من که وفا نکند
فعلن فعلن فعلن فعلن
نفسے نرود که جفا نکند
فعلن فعلن فعلن فعلن

بعضے شعرا متدارک مخبون بر شانزده رکن آورده اند یعنی فعلن شانزده بار۔ (۱)

بحر متدارک مثمّن مقطوع، فعلن هشت بار، مثاله: (۲)

---

(۱) مثالش ایں است:-

مے و نغمه مسلّم حوصلهٔ که قدح کش گردش سر نشود
فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن
بحل است سبکسری آں قدرت که دماغ جنوں زده تر نشود
فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن

(۲) مثال ایں بحر در نسخه مندرج نشده است۔

مثال بحر متدارک مثمّن مقطوع:

تا کے ما را در غم داری تا کے آری بر ما خواری
فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن

بعضے شعرا متدارک مقطوع را بر شانزده رکن هم نهاده اند یعنی بیت را به وزن شانزده رکنِ فعْلن می‌نهند۔

بحر متدارک مثمّن مخبون مقطوع ، فاعلن فَعَل چهار بار ، مثاله : (۱)

بحر مضارع مثمّن سالم ، مفاعیلن فاعلاتن چهار بار ، ولے در شعر پارسی ایں بحر سالم نمی آید -

بحر مضارع مثمّن اخرب مُسَبَّغ ، مفعولُ فاعلاتن چهار بار ، مثاله :

انصاری از هوایت شد غرقِ خون دیده
مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

اے کاشکے نکردے دل با تو آشنائی
مفعول فاعلاتن مفعو ل فاعلاتن

بحر مضارع مثمّن اخرب مکفوف و عروض و ضربش محذوف - مفعولُ فاعلاتُ مفاعیلُ فاعلن - مفعولُ فاعلاتُ مفاعیلُ فاعلات ، مثاله :

بر مشکن اینچنیں که ز سودایِ زلفِ تو
مفعو ل فا علا ت مفاعیل فاعلن

انصار یِ شکسته پریشاں شدن گرفت
مفعول فا علات مفا عیل فا علا ت

---

(۱) مثالش در نسخه مرقوم نیست :

مثال بحر متدارک مثمّن مخبون مقطوع (از جامی) :-

سنبلِ سیه بر سمن مزن لشکرِ حبش بر ختن مزن
فاعلن فعل فاعلن فعل فاعلن فعل فاعلن فعل

ایں بحر را نیز بر شانزده رکن آورده اند یعنی بیت را به وزن هشت بار فاعلن فعل می نهند -

بحر مضارع مثمّن اخرب عروض و ضربش سالم ، مفعولُ فاعلاتن چهار بار مثاله : * (۱)

بحر مضارع مثمّن مکفوف مقصور ، مفاعیلُ فاعلاتُ مفاعیلُ فاعلان دو بار ، مثاله : (۲)

بحر مضارع مثمّن اخرب محذوف ، مفعولُ فاعلاتن مفعولُ فاعلن دو بار ، مثاله : (۳)

---

* مثالش و مثال بحر مضارع مثمّن مکفوف مقصور و بحر مضارع مثمّن اخرب محذوف و بحر مضارع مسدّس مکفوف عروض و ضربش محذوف نیز در نسخه مندرج نشده است - مثال هر یک ازیں ذیلاً داده می شود :—

(۱) مثال مضارع مثمّن اخرب عروض و ضربش سالم (از خسرو) :—

خواهم که سیر بینم روے چو یاسمینش
مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

لیک آفت است چشمش می ترسم از کمینش
مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

(۲) مثال بحر مضارع مثمّن مکفوف مقصور :—

صیادوش آورید بمن بوے زلف یار
مفاعیل فاعلات مفاعیل فاعلان

جهاں گشت مشک بوے ز زلفیں آں نگار
مفاعیل فاعلات مفاعیل فاعلان

(۳) مثال بحر مضارع مثمّن اخرب محذوف (از سعدی) :—

دیدار می نمائی و پرهیز می کنی
مفعول فاعلاتن مفعول فاعلن

بازارِ خویش و آتش ما تیز می کنی
مفعول فاعلاتن مفعول فاعلن

بحر مضارع مسدّس مکفوف عروض و ضربش محذوف ، مفاعیلُ فاعلاتُ فعولن دو بار مثالہ : (۱)

بحر مقتضب : معنی اقتضاب بریدن است و این را ازان سبب مقتضب می گویند که این بحر از بحر منسرح بریده شده است - همان ارکان منسرح درین بحر می آید ولے در ترتیب ارکان اختلاف می افتد - و ازین بحر زیاده از دو وزن مستخرج نشده است :—

---

(۱) مثالش را و هم دیگر زحافات بحر مضارع را که در نسخه مذکور نشده درین پانوشت ذکر کرده می شود :—

مثال بحر مضارع مثمّن اخرب مقصور (که در نسخه اندراج نیافته) مفعولُ فاعلاتن دو بار مثالہ :—

اے عیدِ دین و دولت عیدت خجسته باد
مفعولُ فا علا تن مفعولُ فاعلاتن
ایّامت از حوادثِ ایّام رسته باد
مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

مثال بحر مضارع مثمّن اخرب مکفوف مفعولُ فاعلاتُ مفاعیلُ فاعلن ، یا فاعلان دو بار ، مثالہ :—

تا چند گوئیم که چه تازی به هر مقام
مفعول فا علا ت مفاعیل فاعلان
نزدیک من چرا که نباشی همی مقیم
مفعول فاعلات مفاعیل فا علان

مثال بحر مضارع مسدّس محذوف مکفوف عروض و ضربش محذوف ، مفاعیلُ فاعلاتُ فعولن دو بار ، مثالہ :—

خرامیدنِ تو باد خجسته دلِ دشمنانِ جاهِ تو خسته
مفاعیل فاعلات فعولن مفاعیل فاعلات فعو لن

بحر مقتضب مثمّن مَطْوی ، فاعلاتُ مفتعلن چهار بار ، مثالہ :

آن نگار روح فزا یم که مست می رودا
فاعلات مفتعلن فا علا ت مفتعلن

در هوائے او دل و دین هم ز دست می رودا
فاعلات مفتعلن فا علا ت مفتعلن

بحر مقتضب مثمّن مَطْوی مقطوع ، فاعلاتُ مفعولن چهار بار ، مثالہ : (۱)

بحر مُجْتَث : معنی اجتثاث از بیخ بر کندن است ، و این بحر را از آن مجتث نامیده اند که از بحر خفیف بر کنده شده است - و فرق میان خفیف و مجتثّ همین است که در خفیف فاعلاتن مستفعلن (چهار بار) می آید و در مجتث بر عکس آن مستفعلن فا علاتن (چهار بار) می آید - هر دو یکیست ولے در ترتیب ارکان اختلاف واقع شده است - و **بحر مجتث سالم** را در پارسی استعمال نمی کنند -

بحر مجتثّ مثمّن مخبون ، مفاعلن فعِلاتن ، چهار بار ، مثالہ :

---

(۱) **مثال بحر مقتضب مثمّن مطوی مقطوع** در نسخه درج نشده است و در ذیل از کلام حافظ شیراز آورده می شود :—

وقت را غنیمت دان آن قدر که بتوانی
فاعلات مفعولن فا علات مفعولن

حاصل از حیات اے جان یکدم است تا دانی
فا علا ت مفعو لن فا علات مفعولن

گرفتم آن که ز شوخی وفا و مهر نداری
مفا علن فعلا تن مفاعلن فعلاتن

نوازشے به زبان هم چرا بجا ے نیاری
مفاعلن فعلا تن مفاعلن فعلاتن

بحر مجتث مثمّن مخبون مقصور ، مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعِلات دوبار ، مثاله :

همین ترا نرسید است شعر انصاری
مفا علن فعلاتن مفاعلن فعلن

وگرنه گفتهٔ او در جهان کجاست که نیست
مفاعلن فعلاتن مفا علن فعلا ت

درین بیت در مصراع اولی رکن آخر فعْلن آمده است بجاے فعِلات و هم جائز است -

بحر منسرح مثمّن سالم (مستفعلن مفعولات چهار بار) در فارسی مستعمل نیست -

بحر منسرح مثمّن مطوی ، مفتعلن فاعلات چهار بار ، مثاله :

آن بت بے مهر باز عهدِ محبّت شکست
مفتعلن فا علات مفتعلن فا علات

صبر درآ مد ز پاے عقل‌برون شد ز دست
مفتعلن فاعلات مفتعلن فا علا ت

درین وزن فاعلن بجاے فاعلات هم آرند ، مثاله :

عارض‌گل گون‌تو خے چوکند گوئیا قطرهٔ سیمین چکد از ذقن یاسمین
مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن مفتعلن فا علن مفتعلن فاعلن

بحر منسرح مسدّس مطوی مرفّل مفتعلن فاعلاتُ مفتعلاتن دو بار ، مثاله :

آن بت زیباے من چو مست در آید
مفتعلن فا علات مفتعلا تن

صبر و قرار مرا شکست در آید
مفتعلن فا علا ت مفتعلا تن

درین وزن مفتعلن فع به جاے مفتعلاتن هم آرند و **منسرح مثمّن عروض و ضربش منحور** " گویند -

بحر منسرح مثمّن اخرب ، مفعولُ فاعلاتن مفعولُ فاعلاتن دو بار ، مثاله : (۱)

بحر منسرح مسدّس مَطْوی ، مفتعلن فاعلاتُ مفتعلن دو بار ، مثاله : (۲)

مثالش و هم مثال منسرح مسدّس مطوی در نسخه درج نشده است - در ذیل مثال هر یک ازین ذکر کرده می آید :

---

(۱) **مثال بحر منسرح مثمّن اخرب** (از حافظ شیراز) :-

دل می رود ز دستم صاحبدلان خدارا
مفعو ل فا علا تن مفعول فا علا تن

دردا که راز پنهان خواهد شد آشکارا
مفعو ل فا علا تن مفعو ل فا علا تن

(۲) **مثال بحر منسرح مسدّس مَطْوِی** :-

شاه جهان باد تا ز مانه بود کز کرمش خلق شاد مانه بود
مفتعلن فاعلات مفتعلن مفتعلن فا علات مفتعلن

منسرح مسدّس اخرب مکفوف، مفعولُ فاعلاتُ مفاعیلن دو بار، مثاله : (۱)

بحرِ سریع : دریں بحر چوں اسباب بیشتر اند از اوتاد و زودتر به زبان ادا می شود نامش **سریع** کردند.

بحرِ سریع سالم، مستفعلن مستفعلن مفعولات دو بار - ولے شعراے پارسی دریں بحر شعر نگویند.

بحر سریع مطوی موقوف، مفتعلن مفتعلن فاعلان، دو بار مثاله (۲)

و فاعلن بجاے فاعلان هم آرند، و ایں را **مطوی مکشوف** گویند. (در مثال آخر رکن مصراع اول **مطوی مکشوف** است و آخر رکن مصراع ثانی مطوی موقوف) مثاله :

قسم توآ مد مگر انصاریا
مفتعلن مفتعلن فاعلن
جور بتا ن و ستمِ روزگار
مفتعلن مفتعلن فاعلان

---

(۱) **مثال بحر منسرح مسدّس اخرب مکفوف :**

اے نازنیں که ماهِ منی امشب رحمے بکن چو شاه منی امشب
مفعو ل فاعلا ت مفا عیلن مفعو ل فاعلا ت مفا عیلن

(۲) مثالش در نسخه درج نشده - ذیلاً مثالے از آں آورده می شود :-

نقش طبیعی ستَرَد روزگار نقش الٰهی نتوا ند ستُرد
مفتعلن مفتعلن فاعلان مفتعلن مفتعلن فاعلان

کتابخانه مجلس شورای ملی

و دریں وزن اگر **مقطوع** به مقابل **مطوی** آرند هم جائز است، تقدیم و تاخیر شرط نیست، مفتعلن مفتعلن فاعلان مفعولن مفعولن فا علان، مثاله : (۱)

بعضے شعرا دریں وزن حروف ساکن به مقابل حرف متحرّک هم آورده و رواست، مثاله (۲)

دریں بحر حشو مطوی و عروض و ضرب موقوف هم روا است مثاله : (۳)

بحر سریع مطوی مکشوف مجدوع، مفتعلن مفعولن فاع دو بار، مثاله : (۴)

---

(۱) مثالش در نسخه نیامده - ذیلاً درج کرده می آید :-

هست کلید در گنج حکیم بسم الله الرّحمٰن الرَّحیم
مفتعلن مفتعلن فا علان مفعو لن مفعو لن فا علان

(۲) مثالش هم در نسخه مندرج نیست - و در ذیل اندراج می یابد :-

حلقهٔ ار کم شود از زلف تو خاتم جم خواهی تا وانِ آن
مفتعلن مفتعلن فا علن مفتعلن مفعولن فاعلن

درینجا یاےِ " خواهی " ساکن است و بجاے حرف متحرّک آمده.

مثال (۳) صورت اقبال ترا بر جبیں
مفتعلن مفتعلن فا علان
انّا فتحنا لک فتحاً مبین
مستفعلن مفتعلن فا علان

مثال (۴) اے گل رو یت سنبل خیز
مفتعلن مفعولن فا ع
زلفِ سیا هت آتش بیز
مفتعلن مفعولن فا ع

بحر سریع مقطوع حشو، مفتعلن مفعولن فاعلن دو بار مثاله : (۱)

بحر سریع مخبون مکشوف، مفاعلن مفاعلن فاعلن دو بار، مثاله (۲)

بحر سریع احذّ، مفتعلن مفتعلن فع لن دو بار، مثاله : (۳)

بحر سریع مخبول مطوی مکشوف، فعلتن فعلتن فاعلن دو بار، مثاله : (۴)

بحر سریع مخبون مطوی مکشوف، مستفعلن مستفعلن فعلن دو بار، مثاله : (۵)

مثال (۱) سیم بسنگ اندر پنهان بود
مفتعلن مفعو لن فا علن

یار مرا سنگ بسیم اندرست
مفتعلن مفتعلن فا علان

مثال (۲) دو غمزه چون دو ناچخِ لشکری
مفا علن مفاعلن فاعلن

همی کنی بهرّ دو آن دلبری
مفا علن مفا علن فاعلن

مثال (۳) چند خورم از تو بتا ضربت
مفتعلن مفتعلن فع لن

چند زنی بر دل من حربت
مفتعلن مفتعلن فع لن

مثال (۴) بز نمت بحرمت جان من
فعلتن فعلتن فا علن

بگزمت بمزمت هر دو لب
فعلتن فعلتن فا علن

مثال (۵) از عشق او من در جهان سمرم
مستفعلن مستفعلن فعلن

می سوزد از هجرانِ او جگرم
مستفعلن مستفعلن فعلن

بحر جدید و این را **غریب** و نیز **محدث** هم خوانند و ارکان این بر عکس ارکان **مجتث** است. اگرچه سالمِ این بحر فا علاتن فاعلاتن مستفع لن (دوبار) است ولے بجایش اکثر فعِلاتن فعلاتن مفاعلن آرند -

بحر جدید مسدّس مخبون، فعِلاتن فعِلاتن مفاعلن دو بار، مثاله :

نتوانم که بکویت گذر کنم ز رقیبانِ تو جانا حذر کنم
فعلاتن فعلاتن مفا علن فعلاتن فعلاتن مفا علن

بحر جدید مربّع، فا علاتن مستفع لن دو بار، مثاله : (۱)

بحر جدید مربّع مخبون، فعِلاتن مفاعلن دو بار، مثاله : (۲)

بحر جدید مسدّس سالم، فا علاتن فاعلاتن مستفعلن دو بار، مثاله : (۳)

بحر قریب این بحر مخصوص فارسی است - وزن سالمش مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن است، ولے بجایش زحاف کرده مفاعیل مفاعیل فاع لاتن آرند -

---

(۱) مثالش در نسخه موجود نیست - در ذیل درج کرده می آید :-

روے داری اے سعتری هست گوئی چون مشتری
فا علاتن مستفعلن فا علا تن مستفعلن

(۲) مثالش حسب ذیل است :

دل من می چرا بری چون غم من نمی خوری
فعلا تن مفا علن فا علا تن مفا علن

در مصراع ثانی فاعلاتن آمده است و هم رواست -

(۳) مثالش هم در نسخه نیامده و در ذیل آورده می شود :-

اے نگارین روےِ دلبر کم کن ستم کین دلِ من بے رخِ تو پر شد بغم
فاعلا تن فا علا تن مستفعلن فا علا تن فا علاتن مستفعلن

بحر قریب مسدّس مکفوف ، مفاعیلُ مفاعیلُ فاعلاتن

دو بار ، مثاله : (۱)

بحر قریب مکفوف مقصور ، مفاعیلُ مفاعیلُ فاعلان

دو بار ، مثاله : (۲)

بحر قریب مکفوف مقصور محذوف ، مفاعیلُ مفاعیلُ

فاعلن دو بار ، مثاله : (۳)

بحر قریب اخرب مکفوف ، مفعولُ مفاعیلُ فاعلاتن

دو بار ، مثاله :

ای یارِ گلندام در لطافت یک سرو بیالاء تو نهاند

مفعول مفاعیل فا علا تن مفعول مفاعیل فاعلاتن

---

(۱) مثالش ذیلاً آورده می شود :

خداوند جهان بخش شاه عادل شهنشاه جوان بخت راء کامل

مفا عیل مفا عیل فاعلاتن مفاعیل مفا عیل فا علاتن

(۲) مثالش در نسخه درج نشده است و در ذیل آورده می شود :-

فغان زان سر زلفین تابدار فرو هشته ز یاقوت آبدار

مفا عیل مفا عیل فاعلان مفا عیل مفا عیل فاعلان

(۳) مثالش در نسخه نیامده است - بیت ذیل مثالی از آن است :

غریبی به بلا مبتلا شدست چه باشد که مر او را رها کنی

مفا عیل مفا عیل فا علان مفا عیل مفا عیل فاعلن

در مصراعِ اوّلِ بیت صدر فاعلان بجاء فاعلن آمده است و هم رواست :

بحر قریب اخرب مکفوف مقصور ، مفعولُ مفاعیلُ فاعلان

دو بار ، مثاله : (۱)

بحر خفیف را از بحرِ سریعِ مطوی اختیار کرده اند
و بحر خفیف سالم فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن است دو بار ولی در شعر فارسی این وزنِ سالم را نیاورده اند .

بحر خفیف مثمّن مخبون فعِلاتن مفاعلن فعلاتن مفاعلن

دو بار ، مثاله :-

نشود ممکن این مرا که ز عشقت رهاشوم
فعلاتن مفا علن فعلا تن مفاعلن

نتوانم بجان تو که زکویت جدا شوم
فعلاتن مفا علن فعلا تن مفا علن

بحر خفیف مسدّس صدر و ابتدا سالم و باقی مخبون ، فا علاتن مفاعلن فعلاتن دو بار ، مثاله : (۲)

بحر خفیف مسدّس مخبون ، فعِلاتن مفاعلن فعلاتن

دو بار ، مثاله : (۳)

---

(۱) مثالش در نسخه مندرج نیست - در مثالش بیت ذیل آورده می شود :-

کو آصف جم کو بیا ببین بر تخت سلیمان راستین

مفعول مفا عیل فا علان مفعول مفاعیل فاعلان

(۲) مثالش بیت ذیل است :-

سبزه ها نو دمیده یا ر نیامد تازه شد با غ و آن نگا ر نیامد

فا علا تن مفا علن فعلا تن فا علا تن مفا علن فعلاتن

(۳) مثالش در نسخه مندرج نشده است - در ذیل مثالی ازان آورده می شود - **مثال بحر خفیف مسدّس مخبون :-**

صنما طا قتِ فرا ق ندارم جز بوصلِ تو اتفّا ق ندارم

فعلاتن مفا علن فعلا تن فا علا تن مفاعلن فعلاتن

درین مثال اوّل رکن مصراع ثانی فاعلاتن آمده است و نیز رواست .

بحرِ خفیف مسدّس مخبون مقصور ، فاعلاتن مفاعلن فعِلان دوبار ، مثالہ (۱)

بحرِ خفیف مسدّس مخبون و عروض و ضربش محذوف ، فاعلاتن مفاعلن فعِلن ، دو بار مثالہ :

گر تو برجا نِ من وفا نکنی — وز غمِ فر قتم رها نکنی

فا علا تن مفا علن فعلن — فا علا تن مفاعلن فعلن

دریں وزن اوّلِ جزوِ هر مصراع را مخبون هم می کنند ۔

بحر خفیف مسدّس عروض و ضرب مشعّث ،

فاعلاتن مفاعلن مفعولن دو بار ، مثالہ : (۲)

بحر مشاکل : ایں بحر از بحور مستحدث است و ایں را بحر اخیر نیز گویند ۔ و سالمش فاع لاتن مفاعیلن مفاعیلن است ولے دریں وزن شعر نگفتہ اند ۔

---

(۱) مثالش هم در نسخہ موجود نیست : برائے مثالش بیتے از کلام کمال اسمعیل در ذیل درج کردہ می آید :-

هر کرا دل در اختیا رِ خودست — آرزوهاش در کنا رِ خودست

فا علا تن مفا علن فعلا ن — فاعلا تن مفا علن فعلا ن

(۲) مثالش در نسخہ مذکور نشدہ است ۔

مثال بحرِ خفیف مسدّس عروض و ضرب مشعّث :-

وقتِ گل شد هوائے گلشن دارم — ذوقِ جامِ مدامِ رو شن دارم

فا علا تن مفا علن مفعو لن — فا علاتن مفا علن مفعو لن

بحر مشاکل مسدّس مکفوف مقصور ، فاعلاتُ مفاعیلُ مفاعیل دو بار ، مثالہ (۱)

بحر مشاکل مربّع مقصور ، فاعلات مفاعیل دو بار ، مثالہ (۲)
بعضے شعرا ایں بحر را مثمّن هم آوردہ اند ۔

بحر مشاکل مثمّن مکفوف ، فاعلاتُ مفاعیل فاعلاتُ مفاعیل دو بار ، مثالہ : (۳)

بعضے از عروضیاں دو بحر در **دائرۂ مختلفہ** غیر از **طویل** و **مدید** و **بسیط** افزودہ اند و آں را **بحر عریض** و **بحر عمیق** نام نهادہ :

بحر عریض =مفاعیلن فعولن را آنقدر کہ خواهند بار بار آورند ۔

بحر عمیق =فاعلن فاعلاتن (بروزن لن فعولن مفاعی) چهار بار ۔ واے

---

(۱) مثالش بیت ذیل است :-

اے نگار سیہ چشم سیہ موے — سرو قدِ نکو روے نکو گوے

فاعلات مفا عیل مفا عیل — فا علا ت مفا عیل مفا عیل

(۲) مثالش بیت ذیل است :-

روز گارِ — خزانست

فا علات — مفا عیل

باد سرد — وزانست

فا علا ت — مفا عیل

(۳) مثالش ذیلاً آوردہ می شود :-

خیز و طرف چمن گیر باحریف سمن روے
فا علا ت مفا عیل فاعلا ت مفا عیل

گاہ سنبلِ تر چین و گاہ شاخِ سمن بوے
فا علا ت مفا عیل فاعلات مفا عیل



و ایں بیت هم بر وزن مضارع مثمّن اخرب اشتر مجدوف است که دو بار مفعول فاعلاتن فاعلن فع باشد ۔

بحر کبیر مطوی ، فاعلاتُ فاعلاتُ مفتعلن دوبار ، مثاله :

آں نگارے خوب چهر سیم ذقن
فا علا ت فا علا تُ مفتعلن

روے خویش در نهاں نمود به من
فا علا ت فا علا ت مفتعلن

و ایں بیت نیز بر وزن **بحر وافر مسدّس اجمّ معقول** است که فاعلن مفاعلن مفاعلتن باشد ۔ و جمّ در **بحر وافر** افگندن میم و تاے مفاعلتن است که اجمّ آن فاعلن باشد ۔ و **عقل** در **وافر** افگندن لام مفاعلتن است که **معقول** آن مفاعتن شود و بجایش مفاعلن آرند ۔

تمّت الکتاب بعون الملک الوهّاب

کنز الفوائد تصنیف شیخ شهاب الدّین انصاری

چوں که ابیات عَذْب دریں وزن نمی آید شعرا دریں بحر شعر کم گفته اند ۔

بعضے عروضیاں یک دائرۂ غیر از دوائر ششگانه که مذکور شده اختراع کرده اند و آں را **دائرۂ منعکسه** نام داده ۔ و ایں دائره نُه بحر دارد :—

(۱) بحر صریم سالم = مفاعیلن فاع لاتن فاع لاتن دو بار ۔
(۲) بحر کبیر سالم = مفعولات مفعولات مستفعلن دو بار ۔
(۳) بحر مخیل سالم = مستفع لن مستفع لن فاعلاتن دوبار ۔
(۴) بحر صغیر سالم = مستفع لن فاعلات مستفع لن دو بار ۔
(۵) بحر قلیب سالم = فاع لاتن فاع لاتن مفاعیلن دو بار ۔
(۶) بحر حمید سالم = مفعولات مستفعلن مفعولات دو بار ۔
(۷) بحر اصمّ سالم = فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن دو بار ۔
(۸) بحر سلیم سالم = مستفعلن مفعولات مفعولات دو بار ۔
(۹) بحر حمیم سالم = فاعلاتن مستفع لن مستفع لن دو بار ۔

و تمامت اوزان ایں بحور که بعضے عروضیاں به زعم خود اختراع کرده اند و دائرۂ جداگانه براے آں بنا نهاده از بحور دوائر ششگانه نیز بر می آید و حاجت ایں دائره نمی افتد ۔ و ایں همه بحور به دشواری به شعر می مانند ۔ سهکترین ایں اوزان با مثال هر یک درینجا ثبت می افتد :

بحر صریم اخرب ، مفعول فاعلاتن فا علاتن دو بار ، مثاله :

امروز کرد یارم قصدِ لشکر
مفعول فاعلاتن فا علاتن

تا گشت جانم از در دش پُر آذر
مفعول فاعلاتن فا علاتن

غلط نامه

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۴ (مقدمه)	۱۴	''بداں''	''بداں''
۱۰ (〃)	۱	معنین	معنیین
۸	۱۵	فَانَّهٔ ،	فَاِنَّهٔ
۱۱	۱	آمَنو	اٰمَنُوْا
۱۱	۹	ایزذ	ایزد
۵۹	(پانوشت) ۱	بهت	بیت
۶۶	(پانوشت) ۲	فته	رفته
۶۷	۱۵	ں	آں
۶۷	۲۲	مفرون	مقرون
۶۸	۱۸	مفطوف	مقطوف
۷۰	۵	طویل	(طویل
۷۶	پانوشت(۱۶)	فتفاعلن	متفاعلن
۷۷	(پانوشت) ۳	مثالے	مثالِ
۷۸	(پانوشت) ۶	مثالے	مثالِ
۸۰	۸	چهار	و چهار
۸۰	۱۱	دوازاده	دوازده
۹۰	(پانوشت)۳ (لفظ آخرین)	فعولن	فعول
۱۰۴	۱۰	مستخدث	مستحدث

صفحه	
۵۸	تعریف و مثال مقلوب بعض با و دیگر اقسام مقلوبات درینجا نیامده ـ کاتب نسخه آں را سهواً به صفحه ۳۶ آورده است ـ
۹۷	(پانوشت بعد از سطر ۱۲ شروع می شود و خط فاصل نیز بعد از سطر ۱۲ می باید)ـ

I have prepared the text of **Kanz-al-Fawa'id** from the manuscript copy available in the Government Oriental Manuscript Library, Madras. The manuscript is erroneous and defective at a number of places. The scribe who prepared this manuscript has omitted to copy verses cited as illustrations in a number of instances. Such omissions have been rectified by me in the foot notes by citing appropriate verses from other poets.

In conclusion I desire to express my sincere thanks to the authorities of the Government Oriental Manuscripts Library for lending me the manuscript to prepare a press copy of the work. I am also grateful to the Syndicate of the University of Madras for arranging for the publication of this volume under its auspices.

University Buildings,
Chepauk, Madras,
27th August 1956.

A. S. U'sha'

Printed at the NURI PRESS Ltd.,
54, Main Road, Royapuram.
Madras-13.
1956

PREFACE

Husain Muhammad Shāh Shihāb Ansārī son of Mubārak Shāh, author of the present work, **Kanz-al-Fawā'id,** was one of the learned men and poets of the time of Sultān Alā'uddin Khaljī (A. D. 1295-1316). That is all what one is able to glean from the work itself regarding the author. Nothing is known about him from external sources. Perhaps he was a younger contemporary of Amīr-e Khusraw. It may be surmised that he lived at Dehlī. Among his writings only the present work seems to be extant and that too in the shape of a solitary copy.

It is quite evident from this treatise that he, besides being a good poet, had a profound knowledge of Arabic and Persian. He had a natural inclination and aptitude for poetics, prosody, rhetoric and the allied subjects. It seems not unlikely that he used to run a private school and teach his pupils these, his favourite subjects, along with others. Consequently, perhaps, in the course of his teachings he collected his lectures and notes into a volume and named it **Kanz-al-Fawā'id**—A Treasury of Useful Knowledge.

Throughout this volume he has cited verses from his own composition to illustrate various figures of speech forms of metres, etc. The author has ably summed up in such a small volume every variety of figures of speech and every law of verse and versification together with poetics. Considering these qualities it is, no doubt, a very valuable, book for students of Persian language and literature.

MADRAS UNIVERSITY ISLAMIC SERIES No. 18.

KANZ-AL-FAWĀ'ID

BY

HUSAIN MUHAMMAD SHĀH SHIHĀB ANSĀRĪ

EDITED

BY

A. S. U'SHA'

Senior Lecturer and Head of the Department of Arabic, Persian and Urdū, University of Madras



UNIVERSITY OF MADRAS

1956

Madras University Islamic Series No. 18.

KANZ - AL - FAWĀ'ID

BY

HUSAIN MUHAMMAD SHĀH SHIHĀB ANSĀRĪ

MADRAS UNIVERSITY ISLAMIC SERIES No. 18.

KANZ-AL-FAWĀ'ID

BY

A. S. U'SHA'



UNIVERSITY OF MADRAS

1956